ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

4 صفر ۱۴۲۶ھ ——— اپریل 2005ء

مجلسِ احرارِ اسلام
عزم وہمت اور صبر و استقامت کے
75 سال

تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا

سخن طراز بے سخن ہوا
بیاد مشفق خواجہ مرحوم

لندن مناظرے سے فرار
قادیانیوں کا اعترافِ شکست

اخبار الاحرار

قادیانی سکینڈلز
ملک کو کروڑوں روپے کا ٹیکا

نورِ ہدایت

القرآن

''اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی۔ یہاں تک کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو(اُن سے) کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی الٰہی) کے آجانے پر بھی اُن کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذابِ الٰہی) سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔''

(سورۃ البقرہ:۱۲۰)

الحدیث

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ تعالیٰ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک، اور عیادت کے لیے تیرا چلنا مبارک، اور تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔''

(سنن ابن ماجہ)

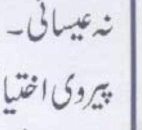

الآثار

''مجلس احرار اسلام کی دعوت، قرآنی دعوتِ انقلاب کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس دعوت انقلاب کے تمام طریقے وہی معتبر، موثر اور ابدی ہیں جو قرآنِ ناطق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے نورِ ہدایت اور اسوۂ حسنہ کی کرنیں بن کر پھوٹے......

آیئے!

ہمارے قافلۂ سخت کوشاں میں شامل ہوکر دینی انقلاب کی منزل کو قریب کریں۔''

محسنِ احرار، ابن امیر شریعت

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جلد 16۔شمارہ 04۔صفر ۱۴۲۶ھ اپریل 2005ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمّد مدظلہ

ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی سیّد عطاء المُہیمن بخاری مدظلہ

مُدیرِ مسئول

سیّد محمّد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرّحمٰن بٹالوی

رُفقاءِ فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد

عبد اللطیف خالد چیمہ، سیّد یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک	150 روپے
بیرون ملک	1000 روپے
فی شمارہ	15 روپے

ترسیل زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278
یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

بیاد

سیّد الاحرار حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	کامیاب کون ہوگا؟	مدیر	2
دین ودانش:	(درسِ قرآن) کفار کی اطاعت مومنین کا شعار نہیں	محمد احمد حافظ	4
رر	(درسِ حدیث) نیکی کے بے شمار راستے	مولانا یحییٰ نعمانی	8
شاعری:	حمد باری تعالیٰ (سید یونس الحسنی) منقبت سیدنا صدیقؓ (جعفر بلوچ) کتبہ (ذوالکفل بخاری) غزل (پروفیسر خالد شبیر احمد) رنگِ سخن (اکرام تائب)		10
افکار:	تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا	سید عطاء المحسن بخاریؒ	14
رر	طلعتِ شوق کی تنویر یونہی ہوتی ہے	سید محمد معاویہ بخاری	15
رر	جنابِ صدر! ان کو بے دردی سے کون کچلے گا؟	عابد مسعود ڈوگر	21
رر	''اچھے مسلمانوں کی تلاش!'' (تیسری قسط) شیرل بنارڈ	ترجمہ: سید خورشید عالم	25
اسماء الاطفال:	بچوں اور بچیوں کے نام	ادارہ	31
آئینہ:	قادیانی سکینڈلز	ادارہ	33
ردّ قادیانیت:	مرزا قادیانی......دجل وتلبیس کا امام (آخری قسط)	مولانا محمد مغیرہ	37
رر	لندن مناظرے سے فرار' قادیانیوں کا اعترافِ شکست	محمد سہیل باوا	40
روشنی:	ظلمت سے نور تک	ادارہ	44
شخصیت:	سخن طراز بے سخن ہوا (بیاد: مشفق خواجہ مرحوم)	اطہر ہاشمی	45
طنز ومزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریبی	48
رر	مصرع اٹھانا، جنازہ اٹھانا، داد دینا	ادارہ	49
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	50
حسن انتقاد:	تبصرہ کتب پروفیسر محمود الحسن، ابوالادیب		61
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل

دل کی بات

کامیاب کون ہوگا؟

''جہاں پناہ''

شہر شہر پھنکارتے اور چنگھاڑتے پھرتے ہیں کہ:

- ''عوام انتہا پسندی کے خلاف تحریک شروع کر دیں''
- ''انتہا پسندوں کو مسترد کر دیں''
- ''انتہا پسندی ترقی کے لیے خطرہ ہے''
- ''انتہا پسندی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے''
- ''ملک بچانے کے لیے مولویوں کو مسترد کرنا ہوگا''
- ''ہمیں انتہا پسند مولویوں کی ضرورت نہیں''
- ''ہمیں اعتدال پسندی کا عملی مظاہرہ کرنا ہوگا''
- ''ہمیں روشن خیال اور ترقی پسند اسلام کی ضرورت ہے''

یہ وہ اشتہار ہے جسے ''اکبرِ ثانی'' صبح و شام سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے پڑھتا رہتا ہے اور ''دینِ اکبری'' کی تجدید میں مست مست پھرتا ہے۔

یہ وہ ایجنڈہ ہے جسے ''اتاترک کا بروز'' گلی گلی گاتا پھرتا اور وقت بے وقت بڑبڑاتا رہتا ہے۔

یہ وہ مستعار مضمون ہے جو ''عصرِ حاضر کا ابولہب'' اپنے انجامِ بد سے غافل ہو کر قریہ قریہ سناتا پھرتا ہے۔

یہی وہ پروگرام ہے جسے ''کسریٰ کے سایۂ شب'' نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔

یہ ہے وہ ''نیو ورلڈ آرڈر''، جس کی تکمیل کے لیے انکل سام کا فرزندِ نافرجام، پاگلوں، وحشیوں، جنونیوں، اُجڈ اور گنواروں کی طرح بے لگام و بدزبان ہو کر سرگرم ہے۔

''قیصرِ زمانہ'' کے قصرِ شاہی سے جاری ہونے والی یہ نظمِ معریٰ قلقلِ مینا و صہبا کے سنگ گائی جارہی ہے۔

''جہاں پناہ'' کی روشن خیالی کا اور چھور یہ ہے کہ عوام غلام رہیں، اُن کے بنیادی حقوق معطل، آزادی سلب اور مال غصب کر لیا جائے۔

اُن کا عقیدہ و ایمان اور اخلاق و کردار چھین کر انہیں ''امپورٹڈ سامی و صیہونی'' فکر و نظر اور تہذیب و ثقافت قبول کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔

''مزدکِ جدید'' چاہتا ہے کہ رعایا کی بیٹیوں کو نیکریں پہنا کر بےلباس اور اُن کے برقعے نوچ کر انہیں بےحجاب کر دیا جائے۔ زن و مرد کا فرق ختم ہو اور وہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے۔ شانوں سے شانے ملائے، بانہوں میں بانہیں ڈالے، قدم سے قدم ملائے ''لیف رائٹ'' کرتے پھریں اور حدود قوانین کو روند ڈالیں۔

''مرزا قادیانی کا ہمزاد'' چاہتا ہے کہ قانونِ توہین رسالت پامال ہو۔ نبوت کے ڈاکوؤں کا راج ہو، قوم کی مذہبی شناخت و پہچان ختم ہو، مسجدیں ویران ہوں، مدرسے برباد ہوں، خانقاہیں اجڑ جائیں اور رات کے تاریک سناٹوں کی پیداوار لوگ شرعِ ختم المرسلین ﷺ پر نکتہ چیں ہوں۔

''عالم پناہ!''

مسجدیں آباد رہیں گی، اذانیں گونجتی رہیں گی اور مدرسے بھی قائم رہیں گے۔ دوسری طرف ایسٹ انڈیا کمپنی کی منحوس یادگاریں، ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ملٹی کراس ڈاگ اپنا راگ الاپتے رہیں گے۔ یہ قانونِ فطرت ہے۔ خیر اور شر کی جنگ جاری رہے گی۔ ایک تاریخ لکھی جا چکی، ایک لکھی جا رہی ہے۔ کچھ کردار اپنے انجام کو پہنچ چکے اور کچھ پہنچنے کے منتظر ہیں۔ سب اپنی اپنی منزل کی جانب بڑی تیزی سے رواں دواں ہیں……

خدا کی لاٹھی بےآواز ہے
اس کے فیصلے اٹل ہیں
فیصلہ ہونے ہی والا ہے
کون دہشت گرد اور انتہا پسند ہے؟
روشن خیال کون اور روشن خیالی کیا ہے؟
کس کو مسترد کرنا اور کسے قبول کرنا؟
آپ اپنا کام کیجیے۔ ہم اپنا کام کریں گے

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیے جاؤ مئے خوارو کام اپنا اپنا

کامیاب وہی ہوں گے جو حق پر قائم ہیں۔ جو اُس مالک کی رضا کے لیے جُہدِ مبین میں مصروف ہیں جس کے قبضے میں سب کی جان ہے، کل جہان ہے۔ جن کے دل آیاتِ قرآنی سے منور، جن کی آنکھوں میں نورِ نبوت کی چمک اور جن کے اعمال میں نبیٔ خاتم ﷺ کی اداؤں کی جھلک ہے۔ جو دین پر استقامت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ دین پڑھتے، دین پر عمل کرتے اور دین ہی کے لیے جیتے مرتے ہیں۔ جو فرعونی و ہامانی فرمانوں کو ماننے سے کھلا انکار کرتے ہیں اور شدّادی نظاموں کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

درس قرآن

محمد احمد حافظ

کفار کی اطاعت مؤمنین کا شعار نہیں

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقاً مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ○وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِااللّٰہِ فَقَدْھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ (آل عمران:۱۰۰،۱۰۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر تم پیروی کرو گے اہل کتاب میں سے کسی گروہ کی تو وہ تمہیں پھر کافر کردیں گے' ایمان لانے کے بعد اور یہ کیا بات ہے کہ تم کافر ہوئے جاتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول ہے اور جو کوئی اللہ کی ذات کو مضبوطی سے پکڑ لے تو لاشک اسے سیدھے راستے کی ہدایت ہوگئی۔''

نزولِ آیات کا پس منظر:

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ انصارِ مدینہ کے دو قبیلے اوس اور خزرج آپس میں دشمن قبیلے تھے۔ معمولی معمولی بات پر دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑ جاتی، خون ریزی کا وہ بازار گرم ہوتا تھا کہ برسوں ٹھنڈا نہ پڑتا۔ ''بُعاث'' مشہور جنگ ایک سو بیس سال تک برپا رہی تھی۔ صحرائے عرب میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو ان قبائل کی قسمت کا ستارہ بھی چمک اٹھا۔ اسلام کی مبارک تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کی صحبت کیمیا اثر نے باہم دست وگریبان قبیلوں کو آپس میں شیر وشکر کردیا اور ان میں ایسے مضبوط تعلقات قائم ہوئے کہ رشکِ زمانہ ٹھہرے۔ یہودِ مدینہ کو ان دونوں قبائل کا آپس میں مل بیٹھنا ایک آنکھ نہ بھایا۔ ایک اندھے یہودی شماس بن قیس نے کسی فتنہ پرور شخص کو ایسی مجلس میں جہاں دونوں قبائل کے افراد مل بیٹھتے' بھیجا کہ وہاں اوس اور خزرج کی پرانی جنگوں کا تذکرہ چھیڑ دے۔ چنانچہ اس نے مناسب موقع پا کر ''جنگِ بعاث'' کی یادتازہ کرنے والے اشعار سنانے شروع کردیئے۔ اشعار کا سننا تھا کہ بجھی ہوئی چنگاریاں دوبارہ سلگ اٹھیں۔ زبانی جنگ سے گزر کر ہتھیاروں کا استعمال ہونے ہی والا تھا کہ نبی کریم ﷺ جماعتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو ہمراہ لیے موقع پر پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے گروہِ مسلمین! اللہ سے ڈرو! میں تم میں موجود ہوں پھر یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی، اسلام سے مشرف کیا، جاہلیت کی تاریکیوں کو محو فرمادیا۔ کیا تم دوبارہ انہی کفریہ

خیالات واعمال کی طرف لوٹ جانا چاہتے ہو؟جن سے نکل کر آئے تھے؟''

اس پیغمبرانہ آواز کا سننا تھا کہ شیطانی جال کے تمام حلقے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے اوراوس اورخزرج نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک کرایک دوسرے کو گلے لگالیا۔سب نے سمجھ لیا کہ یہ ان کے دشمنوں کی فتنہ انگیزی کی ابتداء تھی۔لہٰذا انہیں اپنے دشمنوں سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔مذکورہ بالا آیات اسی واقعے کے حوالے سے نازل ہوئیں جوامت کو آج بھی ہدایتِ ربانی سے مستفید کررہی ہیں۔

یہاں ایک بات بطورعقیدہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید کی ہدایت ورہنمائی کسی خاص زمانے یا خاص طبقے کے لیے نہیں بلکہ اس کی ہدایت تا قیام قیامت بنی نوع انسانی کے ہر طبقے کے لیے ہے۔خیرالقرون کا دور ہو،عہدِ وسطیٰ کا یا آج کا دور ہو۔ہر دور میں ذریعہ ہدایت ورہنمائی ہے۔برسبیل تذکرہ ایک بات عرض کرنے کو دل چاہتا ہے کہ قرآن مجید کے حوالے سے ہمارا عمومی چلن نہایت عجیب سا ہے۔ہم لوگ اس کتاب کی عظمت کے قائل ہیں،اسے ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ مانتے ہیں،اللہ کی سچی اورآخری کتاب جانتے ہیں،اسے بیش قیمت جزدانوں میں سجا کر رکھتے ہیں مگر قرآن ہمیں کیا کہتا ہے؟اپنے ساتھ کس قسم کے تعلق کا طالب ہے؟اس کے احکام وفرامین کس نوعیت کے ہیں؟یہ سب جاننے اور ماننے کی طرف ہمارا دھیان نہیں بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم بامقصد اس سے ہدایت حاصل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں......اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔آمین

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں تین باتوں کا ذکر ہے:

(۱) کفار کی اطاعت مت کرو،ورنہ وہ تمہیں بے دین کردیں گے۔

(۲) کتاب اللہ اور

(۳) سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔اس لیے کہ زمانہ امن ہو یا شر وفتنے کا دور ہو،کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہی ایک مسلمان بندے کو دین پر استقامت کا ذریعہ بنتی ہیں۔

زیردرس آیت میں اس بات پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے کہ:

''تم کیونکر کفر اختیار کرتے ہو؟ حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جارہی ہیں اورتم میں رسول بھی موجود ہیں۔''

تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ کا مطلب تو واضح ہے کہ قرآن مجید جو کتاب ہدایت ہے۔اس کی آیات پڑھی پڑھائی جارہی ہیں۔مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں،اسے نمازوں میں پڑھتے ہیں،امامِ صلوٰۃ کی قرأت سنتے ہیں اوراس طرح اہل ایمان اپنی سعادت ونیک بختی کے جواہر چن چن کر سمیٹ رہے ہیں۔وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ کا مطلب ہوگا کہ نبی کریم ﷺ بہ نفس نفیس اگرچہ اس دنیا میں موجود نہیں لیکن آپ کی احادیث،مبارک تعلیمات،سیرت،اسوہ وقدوہ محفوظ

وموجود ہیں۔ان دونوں (قرآن وسنت) کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا بے راہ روہونا اور کفار ومشرکین کی باتوں میں آنا اوران کی چالوں میں بجھ جانا تعجب خیز ہی کہلائے گا۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسا آدمی قرآن وحدیث اور ضروریاتِ دین سے واقف ہی نہیں۔آیاتِ بالا اگرچہ یہودکی شرارت کے پس منظر میں نازل ہوئی ہیں مگر اُوْتُوْ الْکِتَابَ کی تعمیم سے نصاریٰ بھی شامل ہیں۔یہودونصاریٰ کی اہل اسلام سے دشمنی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔اس لیے متنبہ فرمادیا گیا ہے کہ اللہ کے ان باغیوں سے کسی قسم کا علاقہ نہیں رکھنا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اس بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُو االَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْ ا خَاسِرِیْنَ﴾
(آل عمران:۱۴۹)

’’اے ایمان والو!اگرتم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیردیں گے۔پس تم نقصان میں جاپڑو گے‘‘

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَھُوَ فِیْ الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ﴾ (آل عمران:۸۵)

’’اور جوکوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین پسند کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا‘‘

قرآن ہمیں کفار سے تعلقات قائم کرنے کی بجائے ان کی مزاحمت کرنے کا حکم دیتا ہے۔چنانچہ ارشاد ہے:

﴿فَلَا تُطِعِ الْکَافِرِیْنَ وَجَاھِدْھُمْ بِهٖ جِھَاداً کَبِیْرًا﴾ (الفرقان:۵۲)

’’پس ہرگز نہ کافروں کی فرماں برداری کرواوران سے جہاد کرو،جہاد کبیر‘‘

جہادِ کبیر قتال ہے۔یہ مزاحمت کا اعلیٰ ترین اور آخری درجہ ہے۔اس سے پہلے چھوٹے درجات خود بخود آگئے۔مزاحمت کا یہ عمل صرف میدانِ جنگ میں مطلوب نہیں بلکہ تہذیب وثقافت،روایت،معاشرت،تجارت ومعیشت،عبادت ومعاملات غرض ہر شعبۂ زندگی میں مطلوب ہے۔آج جو لوگ اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے نام پر پوری امت کو یہودونصاریٰ کے شانہ بشانہ کھڑا ہونے کی تلقین کررہے ہیں۔’’عالمی تہذیب‘‘ کو بطور معاشرت اور طرز حیات قبول کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں،اپنی پالیسیوں کو کفار کی رضا کے مطابق ترتیب دے رہے ہیں۔مظلوم ومقہور مسلمانوں کی دادرسی کی بجائے انہی کے خلاف عسکری کارروائیاں کررہے ہیں۔ان کا ٹھکانہ قرآن وحدیث کی روشنی میں متعین کیا جاسکتا ہے۔

یادرکھنا چاہیے کہ ہمارے لیے اوّل تا آخر کتاب اللہ،سنت رسول اللہ(ﷺ) ہی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ان کی

ہدایت ورہنمائی تا قیام قیامت ہے۔ یہ کبھی فرسودہ ہونے والی چیزیں نہیں۔ ہمیں انہی دونوں چیزوں کو **عضو علیھا بالنواجد** کے مصداق مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ آج اگر کفار ومنافقین کی باتوں میں لگ کر کفر وشرک کے لیے اپنے اندر لچک پیدا کرلیں تو یقینی طور پر ہم اپنی راہ کھوٹی کرلیں گے اور صراطِ مستقیم سے دور جاپڑیں گے۔

قرآن وحدیث میں متعدد جگہ تمسک بالکتاب والسنۃ کی تاکید کی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِااللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

مسلمانوں کی کامیابی اللہ ورسول کی اطاعت میں رکھی گئی ہے نا کہ کفار کی خوشنودی حاصل کرنے میں۔ زیر درس آیت میں صاف بتادیا گیا کہ جو شخص کفار کی اطاعت وخوشنودی کی فکر میں لگا رہے گا' وہ دین وہدایت کی نعمت کھو بیٹھے گا۔ ہاں! وہ شخص جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑے رکھے گا ' وہ سیدھے راستے پر گامزن رہے گا اور کامیابی اس کی منزل ہوگی۔ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:۷۱)

''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اسے بڑی کامیابی ملی۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کے منشاء کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ (آمین یارب العالمین)

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
0641-462501
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان

درس حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی

نیکی کے بے شمار راستے

(۲)

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہر انسان کے ۳۶۰ جوڑ ہوتے ہیں۔ (اس کے اوپر ہر جوڑ کی طرف سے فدیہ لازم ہوتا ہے) جس نے اتنی تعداد میں (نیکیاں کیں) اللہ اکبر، الحمد للہ، لا الہ اللہ، استغفر اللہ کہا، یا لوگوں کے راستہ میں سے پتھر یا کانٹا یا ہڈی وغیرہ ہٹادی، یا اچھائی کا حکم دیا اور برائی سے روکا، تو اس نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالیا۔ اور اپنی جان کا فدیہ ادا کر دیا‘‘۔ (صحیح مسلم)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص مسجد آتا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہر مرتبہ آنے پر اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار کراتا ہے‘‘۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جماعت کی نماز کا یہی بدلہ کیا کم ہے کہ ایک نماز کا ۲۵ گنا یا ۲۷ گنا ثواب دربار کریمی سے عطا فرمایا جاتا ہے، مزید یہ نوازش و بخشش کہ عیش کدۂ جنت میں ہر مرتبہ کی آمد و رفت پر ایک محل امر خداوندی سے تیار کیا جاتا ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ بندے جنہیں مسجد کی آمد و رفت نصیب ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’جب کوئی مسلمان وضو کرتے ہوئے چہرہ دھوتا ہے تو اس کی آنکھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں، جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ بھی پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وضو کے بعد وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر اٹھتا ہے‘‘۔ (صحیح مسلم)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ایک نماز سے دوسری نماز تک کے گناہ نمازوں سے معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح جمعہ کی نماز سے ہفتہ بھر کے، اور رمضان سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ بڑے گناہوں سے بچا جائے‘‘۔ (صحیح مسلم)

اس سلسلۂ درس حدیث میں گزر چکا ہے کہ مختلف احادیث (جن میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے) اور قرآن مجید کی روشنی میں علماء کرام نے یہ سمجھا ہے کہ بڑے بڑے اور سنگین گناہوں کی معافی کا قانون تو یہ ہے کہ وہ توبہ سے ہی معاف ہوں گے، اور توبہ و استغفار کے ذریعہ ان کی معافی کا یقینی وعدہ ہے، نیک اعمال نماز، روزہ، وضو وغیرہ سے چھوٹے چھوٹے گناہ اور غلطیاں معاف ہوں گی۔ بندۂ مومن کے لیے اس اصول سے بھی کوئی پریشانی اور تنگی نہیں ہے۔ وہ کون سا ایمان والا بندہ ہوگا جو وقتاً فوقتاً اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی نہ مانگتا ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعہ جو ایمانی زندگی ہم کو بتلائی اور

سکھائی گئی ہے، اس مرتبہ قدم قدم پر اور ہر موقع پر اس طرح استغفار کی تعلیم ہے کہ اس تعلیم سے کوئی بالکل ہی بیگانہ ہوگا، اور نہایت آخری درجہ کمزور وایمان والا ہی ہوگا جو اللہ سے استغفار کر کے معافی نہ مانگتا ہوگا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں بتاؤں اللہ کس عمل سے گناہ معاف کرتا ہے اور درجات میں بلندی عطا فرماتا ہے، صحابہ ﷢ نے عرض کیا ضرور، اللہ کے رسول۔ آپ نے ارشاد فرمایا: پریشانی کے باوجود اہتمام سے وضو کیا جائے۔ مسجدوں کو دوری کے باوجود جایا جائے اور کثرت سے جایا جائے، نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کیا جائے، یہی ''رباط'' ہے''۔ (صحیح مسلم)

آنحضرت ﷺ نے ان نیکیوں کی عظمت واہمیت اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی قدر و قیمت کے اظہار کے لیے یہ اہتمام فرمایا ہے کہ اپنے مخصوص تعلیمی طریقہ کے مطابق صحابہ کرام ﷢ سے سوال فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسے اعمال بتلاؤں جو اللہ کو اس درجہ محبوب ہیں کہ ان سے راضی ہو کر وہ بندے کی غلطیاں معاف فرماتا اور مزید اپنے یہاں سے اس کے مراتب و درجات بلند فرماتا ہے۔ صحابہ کرام ﷢ اس طرح ہمہ تن گوں ہو کر متوجہ ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے بتلایا کہ بظاہر یہ چھوٹے چھوٹے نظر آنے والے اعمال یعنی سردی اور زحمت کے باوجود وضو اہتمام کے ساتھ کیا جائے، مسجد بکثرت جایا جائے اور نماز سے ایسا تعلق خاطر ہو کہ ایک نماز کے بعد دوسری کا خیال رہے۔ اسلامی زندگی میں نماز، وضو اور مسجد کی یہی اہمیت ہے۔ اسے کے بعد آپ ﷺ ارشاد فرمایا کہ یہ عمل ہی ''رباط'' کا عمل ہے۔ ''رباط'' کا مطلب ہے سرحد پر دشمن کے مقابلے میں ہمہ وقتی صف بندی۔ گویا آپ ﷺ نے ان اعمال کو جہاد میں شرکت ہی نہیں صف بندی کے برابر ثواب والا عمل بتلایا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ اس طرح نماز وضو اور مسجد کی پابندی کرنے والا شیطانی حملوں کے سامنے اپنے اعمال سے صف بندی کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۶) حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص مرض یا سفر کی وجہ سے اپنے معمول کے نفل اعمال سے معذور ہو جائے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ اس کے قیام وصحت کے اعمال کے بقدر اس کا ثواب لکھ لیتے ہیں''۔ (صحیح بخاری)

(۷) حضرت عدی بن حاتم ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ براہِ راست گفتگو فرمائے گا۔ اس وقت دائیں بائیں ہر طرف صرف اپنے اعمال ہی ہوں گے (اور کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوگا) اور سامنے جہنم ہوگی۔ لہذا جہنم سے بچنے کی کوشش کرو چاہے آدھی کھجور ہی صدقہ کرو۔ اور اگر کوئی صدقہ کرنے کے لیے آدھی کھجور بھی نہ پائے تو زبان سے ہی اچھی بات کہے''۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

صدقہ اللہ کے غضب کی آگ بجھانے والا عمل ہے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ توجہ دلائی ہے کہ معمولی صدقہ بھی اللہ کے غضب اور اس کی پکڑ سے بچاتا ہے۔ لہذا ہر ایک انسان صدقہ کرتا رہا کرے۔ کوئی اپنے آپ کو غریب سمجھ کر اس کی نیکی سے محروم نہ رہے۔

سید یونس الحسنی

حمد باری تعالیٰ

میں صحنِ حرم تک آپہنچا بختوں کی رسائی کیا کہنے
اللہ نے بلاکر گھر اپنے اک جوت جگائی کیا کہنے

میں غرقِ معاصی صبح و مسا تاریک سے رستوں کا راہی
ہے اس کا کرم سبحان اللہ ہوگئی رُشنائی کیا کہنے

سب وہم وگماں اب آہ وفغاں اک ربطِ نہاں ہے کراں تا کراں
کیا خوب تصوّر جاناں نے مہمیز لگائی کیا کہنے

پھر برکھا برسی رحمت کی دل آنگن رشکِ بہار ہوا
جلوت کو دیا اک روپ نگر خلوت مہکائی کیا کہنے

میں گریہ کناں تھا ہر لمحہ پر اس کی عطا اللہ اللہ
میرے من کی سونی وادی میں اک شمع جلائی کیا کہنے

میں دل کی آنکھوں سے جب بھی دیوارِ حرم کو چومتا ہوں
احساس یہ ہوتا ہے یونسؔ اپنی بن آئی کیا کہنے

(۱۶؍ذوالحجہ۱۴۲۵ھ صحنِ حرم میں)

پروفیسر جعفر بلوچ (لاہور)

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بہرہ ور صدیق ہیں اللہ کی توفیق سے
وہ مشرف ہیں شہ معراج کی تصدیق سے

محتشم اسلام ان کی سرپرستی سے ہوا
آب و تاب اس کو ملی ہے حضرتِ صدیق سے

ثانی اثنین ان کو فرمایا ہے آپ اللہ نے
روشن ان کے وصف ہیں قرآن کی توثیق سے

درس ''لاتحزن'' ہمیں ان کے توسط سے ملا
یوں ہوئے ہیں ہم رہا ہر کرب سے ہر ضیق سے

خود نبی نے ان کو بخشا ہے امامت کا شرف
عظمتِ صدیق ہے ظاہر اسی تنسیق سے

دینِ حق کا بول بالا کردیا بوبکر نے
قوتِ ایماں سے اور اسلوب نستعلیق سے

مَے وہ ہے نشہ ربا، غفلت گداز، ایماں فروز
دی جو اس ساقی نے اپنے شیشہ و ابریق سے

آپ کی بیٹی ہیں حضرت عائشہ، اُمت کی ماں
دیں ہے محکم جن کے ارشادات کی تعمیق سے

قابلِ رشک ان کے اوصاف و فضائل ہیں تمام
جو اکابر لکھ چکے تفصیل اور تحقیق سے

ہیں رحیم آپس میں صدیق اور علّی المرتضیٰ
مفتری خاسر ہے خود تقسیم اور تفریق سے

ذوالکفل بخاری
اُملج (سعودی عرب)

کتبہ

(ایک جواں مرگ دوست کی قبر کے لیے)*

وہ جہاں گردِ زمانہ
ناکشودہ منظروں کے کھوج میں محوِ سفر
نت نئی راہوں پہ پھیلی
پُرتحیرّ روشنی کی اَن چھوئی ٹھنڈک کا پیاسا
صد ہزاراں سال کی تشنہ دہانی لے گیا
روشنی باطن کی، آنکھوں کی چمک
دوپہر کی دھوپ سی اُجلی جوانی لے گیا
اک مہا گیانی جو اپنی گیان دانی لے گیا
شَبُد اپنے لے گیا وہ، اپنی بانی لے گیا
وہ سبھا ساجن، پریمی، ہاں وہ سیلانی پریتم
بھیدیا، بھیدوں بھرے جیون جگت کا بھیدیا
سنجوگ، سنگت، سانجھ کے، سمبندھ کے بھیدوں بھری
جیون کہانی لے گیا
کردار باقی رہ گئے
بے کار باقی رہ گئے

---

* انجینئر حافظ محمد ارشاد...... جو ۱۳/جنوری ۲۰۰۵ء کوٹریفک کے حادثے میں انتقال کر گئے۔

اللھم اغفرله وارفع درجته فی المھدیین واخلفه فی عقبه فی الغابرین واغفرلنا وله یارب العالمین وافسح له فی قبره ونوّرله فیه (اے اللہ! اُس مرحوم کی مغفرت فرما دیجیے۔ اسے ہدایت یافتہ لوگوں کے درجے میں پہنچا دیجیے۔ اس کے بعد پس ماندگان کو اس کا قائم مقام عطا فرما دیجیے۔ اے سارے جہانوں کے رب! ہماری اور اس مرحوم کی مغفرت فرما دیجیے۔ اس کی قبر کو کشادہ کر دیجیے اور نور سے بھر دیجیے۔) آمین۔

پروفیسر خالد شبیر احمد

غزل

اٹھتی ہے فغاں ایک ہی اب زخمی دلوں سے
جو زخم ملا ہم کو ملا لالہ رخوں سے
مانگے ہوئے یہ بال یہ پر کام نہ دیں گے
پرواز تو ہوتی ہے فقط اپنے پروں سے
اک کیف ہے، اک جذب ہے، آشفتہ سری بھی
بس دل کو سکوں ملتا ہے آشفتہ سروں سے
ہر سمت یہاں خون فشاں حرص کے بادل
کیا سوچ کے نکلے تھے بھلا اپنے گھروں سے
جب اپنے خدوخال ہی بگڑے سے ہوئے ہیں
پھر شکوہ کوئی کیسے کرے شیشہ گروں سے
بلبل سے گل و برگ کا رشتہ ہے قدیمی
کچھ ایسا ہی رشتہ ہے میرا' میرے غموں سے
مدت سے ہے گردش میں میرا چاکِ مقدر
کچھ بھی تو نہ بن پایا میرے کوزہ گروں سے
ہے رنگِ گل لالہ گراں صحنِ چمن پر
اب بوجھ نہیں اٹھتا رگِ گل کا گلوں سے
بگڑی ہی چلی جاتی ہے خالدؔ کی طبیعت
ڈھارس کے سوا کچھ نہ ملا چارہ گروں سے

پروفیسر اکرام تائبؔ

رنگِ سخن

کچھ بھی رکھا نہیں نقابوں میں
حسن مستور ہے کتابوں میں
دل کا کہنا نہ ماننا ہرگز
ڈوب جاؤ گے تم چنابوں میں
زیرِ جامہ بھی تن برہنہ ہے
بے حجابی ہے یوں حجابوں میں
حشر کے روز بچ نہ پائیں گے
زہر بھرتے ہیں جو نصابوں میں
کرگسی صحبتوں کے باعث اب
بات پہلی نہیں عقابوں میں
جائے مرقد بھی ہے بہت ہم کو
بانٹ دو تم زمیں نوابوں میں
بات اُن سے کبھی نہ ہو پائی
وہ جو ملتے ہیں روز خوابوں میں
رنگ کتنے ہیں خوشنما لیکن
کوئی خوشبو نہیں گلابوں میں
کوشش رائیگاں ہے یہ تائبؔ
عمر چھپتی نہیں خضابوں میں

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا

بابائے قوم نے فرمایا تھا: ''پاکستان صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ یہاں بسنے والی تمام قوموں کا ہے۔'' یعنی ...... ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، بالمیکی، بُدھسٹ، زرتشتی، بابی، بہائی، آغاخانی، مرزائی وغیرہ وغیرہ۔ اور گورنر پنجاب* نے فرمایا ہے کہ ''عوام تہذیبی گھٹن کا شکار ہیں۔ لہٰذا اب ناچ گانے کی مکمل آزادی ہوگی۔''

عوام سے اُن کی مراد بظاہر یہاں بسنے والی تمام قومیں ہی ہیں۔

تمام کافر قوموں کا کلچر تقریباً ملتا جلتا ہے' وہ باہم رچ بس جاتی ہیں تو ان کی ''بِس'' مرجاتی ہے بلکہ حِس بھی مرجاتی ہے۔ انفرادیت و غیریّت آہستہ آہستہ مٹ جاتی ہے تو قومی شناخت بھی پٹ جاتی ہے اور غیرت زندہ درگور ہوجاتی ہے۔ مگر مسلمان...... کہ جسے حکم ہے کہ اپنا سب کچھ بچائے، محدود ماحول میں خود کو سنوارے، سجائے اور بسائے۔ جب یہ بھی کفار و مشرکین کے ساتھ گھل مل گیا، خلط ملط ہوگیا بلکہ ''شیر وشکر'' ہوگیا تو اس پاکستانی مسلمان کا مسلم کلچر بہت مجروح ہوا اور ۴۸ برس کے بہت مختصر عرصہ میں دم توڑنے لگا۔ مرد...... کالا انگریز بنتا چلا گیا اور حوّا زادیاں...... اشتراکی فلسفے اور مزدکی تجربے کو اپناتی چلی گئیں۔ ''آزادی'' اور ''برابری'' کا مفہوم سجھاتی اور سمجھاتی چلی گئیں۔ بالآخر' درِ توبہ ہی بھول گئیں اور ہندو دیویوں کی طرح کرشن، کنہیا، رام کو ڈھونڈتی اور ڈھوتی ہوئی فاحشات، سیّئات، خبیثات کے سانچے میں ڈھل گئیں اور پھر کسی دُرگا دیوی کے انتظار میں بیسواؤں کی طرح دھونی رَمائے بھوک کاٹنے لگیں۔ یعنی یہ ''ویجیٹیر ینز'' حرام گوشت کے ''حلالے'' میں جُت گئے۔ پھر اسی پر بس نہیں' پاکستانی سیاست باز بھی اس ننگے حمام میں کود گئے اور جب سیاست اور سیاست دانی ''مساج کے حمامات'' میں بے سدھ ہوگئیں تو اس غلاظت و دَنائت کو بڑے فخر و غرور سے پاکستانی کلچر کہا گیا۔ اس فرسودگی و بے ہودگی کو لیگی اور پیپلے جاگیرداروں، سرمایہ داروں کی مسلسل سرپرستی حاصل رہی۔ قانون اور قانون نافذ کرنے والے ادارے' ان وڈیروں کے فرماں برداروں کی طرح ہاتھ باندھے کورنش بجالاتے رہے۔ یعنی ایک ایک وی آئی پی ''حلال خور'' کو دودھ نہیں' خون ملنے لگا۔ وہ دنوں میں ہی ''ٹامی'' طاقت کا سرچشمہ بن گیا اور اس نے ماڈرن سولائزیشن کے بے روح حیوانی پیکروں کو بڑی بڑی مہیب کوٹھیوں کے دراز قامت دروازوں پر باندھ دیا۔ وہ ہر مسلمان پر غرانے اور اسے ڈرانے لگے۔ عادتیں، جبلتیں بن گئیں اور ان پاکستانیوں کو برطانیہ، فرانس اور امریکہ

---

*چودھری الطاف حسین تب گورنر پنجاب تھے۔

بھا گیا، لبھا گیا۔ وہ خدا کی شان دیکھنے کا فرستان سدھارے۔ اپنے اپنے کا فرستان۔ سرخ سرخ، سفید سفید، سردسرد اور گرم گرم کا فرستان! حبِ وطن، وطنیت اور پاکستانیت دھری کی دھری رہ گئی۔ فلسفہ کتابوں کی زینت کے سوا کچھ نہ رہا۔ تا آنکہ امریکہ اس پاکستانی ''لیبر کلاس'' کو دل دے بیٹھا۔ لیکن لیبر تو لیبر ہی ہوتی ہے۔ مل کی مالک تو نہیں ہوتی۔ لہٰذا لیبر یونینز کا مطالبہ اگرچہ یہ رہا ہے کہ لیبر کے پچیس فیصد شیئرز رکھے جائیں مگر ہوتا یہی آیا ہے کہ لیبر پچیس فیصد کردی جاتی ہے۔ ایکسائز انسپکٹر کو ڈیوٹی بچانے کے لیے پچاس ہزار روپے دیئے جاتے ہیں۔ مگر لیبر کو بونس بھی نہیں دیا جاتا۔

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

مرگِ مفاجات ایٹمی پروگرام کی بھی ہوسکتی ہے، گوادر کی بھی ہوسکتی ہے اور ہم عوام کی بھی! ہم بھی تو ضعیف ہیں اور ہماری مرگِ مفاجات تو ''مرگِ انبوہ جشنے دارد'' کا سماں پیدا کردے گی اور جشن منانے والے ''اسلام آبادی ہینڈی کیپس'' سلامت رہیں کہ اس پولیٹیکل لیبر سے خداوندانِ امریکہ کو بڑی ہی محبت ہے اور محبت فاتح عالم ہے۔ شجر سے پیوستہ رہ جانے کا نام بھی محبت ہے۔ اسی محبت میں بہار کا راز پوشیدہ ہے اور ہماری اس بہار پر بہار میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو مسجد، مدرسہ اور خانقاہ ہے۔ یعنی مولوی، مولانا، عالم دین، تبلیغی ورکر اور مجاہد لوگ! لہٰذا انہیں اسی طرح ختم کرنا چاہیے، جس طرح ہمارے بزرگوں ......البوکریک اور واسکوڈی گاما نے سولہویں صدی میں ختم کیا تھا اور پھر مالابار سے گوادر تک ہمارے بزرگوں نے جشنِ بہار منایا تھا۔ بالکل بالکل، ان ''موسلوں'' کو اسی طرح درست کرنا چاہیے۔ یہ اس کے بغیر سیدھے نہیں ہوں گے۔ ان کے دماغوں میں بنیاد پرستی اور ملّا ازم کا بھوسہ بھرا ہوا ہے۔ یہ مذہبی روبوٹس ہیں جو ''امریکی لیبر'' کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔ یہ ترقی اور روشن خیالی کے دشمن ہیں۔ ان کو ختم کردو، مٹادو۔ علامہ اقبال نے بھی فرمایا ہے:

جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

لیکن پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں جیسی امریکی لیبر کو معلوم نہیں کہ جو اندھیرا انہوں نے پھیلا رکھا ہے وہ رات بھر کا مہمان ہے۔ روشنی ......دین ہے اور صرف دین ہے۔ اطاعتِ رسول ﷺ ہی اطاعتِ ربّ ہے اور یہ نہ تو بنیاد پرستی ہے نہ ملا ازم۔ یہ روشنی پھیلے گی، ضرور پھیلے گی اور سویرا ہو کے رہے گا۔

باطل کا یہ ہنگم غوغا کوئی دم کا مہماں ہے
کوئی شور دبا نہیں سکتا مست الست اذانوں کو

(۱۰رفروری ۱۹۹۵ء)

☆......☆......☆

سید محمد معاویہ بخاری

طلعتِ شوق کی تنویر یونہی ہوتی ہے

محبت شعار دوستوں کی فرمائشیں اور سوالات بھی عجیب ہوتے ہیں۔ وہ ہر بات حسبِ منشاء سننے کے خواہش مند اور ہر سوال کا تفصیلی جواب چاہتے ہیں۔ مجھ جیسے کمزور انسان کی مجبوریوں اور بے سروسامانی سے انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی۔ بس وہ چاہتے ہیں جو ان کے دل میں ہے' ویسا ہو جائے مگر......

سچ ہوا کرتی ہیں ان خوابوں کی تعبیریں کہیں؟

چند روز پہلے کراچی، لاہور، رحیم یار خان اور راولپنڈی سے موصول ہونے والے خطوط کم و بیش ایک ہی عنوان سے مربوط ہیں۔ خطوط لکھنے والے آشفتہ مزاجوں کو اپنے رہنماؤں سے گلہ ہے کہ مذہبی و سیاسی حوالوں سے ملک بھر میں جو کچھ ہو رہا ہے' اس پر ان کی مصلحت آمیز خاموشی افسوسناک ہے۔ بے حیائی، عریانی و فحاشی کا سیلاب بڑھ رہا ہے۔ میڈیا پر دین اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی معمول بن چکی ہے' اس پر احتجاج کیوں نہیں کیا جاتا؟ دینی قیادتیں باطل نظریات کے خلاف متحد ہو کر کسی تحریک کا آغاز کیوں نہیں کرتیں؟ اخبارات و جرائد اور ٹیلی میڈیا پر دین بارے کی گئی بدتمیزیوں کا منہ توڑ جواب کیوں نہیں دیا جاتا؟ اسی نوعیت کے دیگر کئی سوالات بھی پوچھے گئے ہیں۔ جن کا جواب عالی مرتبت قائدین کے پاس ہے اور وہ مجھ عاجز کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے۔ میں تو ایسے گھٹن زدہ ماحول کا باسی ہوں۔ جہاں زندگی بہت چھوٹے دائروں میں گھومتی اور ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا خطوط لکھنے والے کرم فرماؤں کی خدمت میں یادآوری کا اعزاز بخشنے پر سوائے ہدیہ تشکر و سپاس کے اور کچھ پیش نہیں کر سکتا۔ مجھے یہ بھی اعتراف ہے کہ بجھی راکھ سے چنگاریاں تلاش کرنے کا ہنر مجھے بالکل نہیں آتا۔ یوں بھی دل کے نہاں خانوں میں تھپک تھپک کر سلائے گئے سرکش جذبوں کی جوت جل اٹھے تو بڑا قہر برپا ہوتا ہے۔ خیمۂ جسم و جاں کی طنابیں ٹوٹنے لگتی ہیں۔ معصوم دینی جذبات کی لو سے زندگی کی حرارت سمیٹنے والے سادہ لوحوں کو یہ سمجھانا بہت مشکل ہے کہ حلقۂ جسم و جاں پر وارد ہونے والی کیفیتوں اور ان کے مہلک اثرات سے روح و جسم، عقل و شعور اور دل و نگاہ کو بچائے رکھنا ایک حد تک ہی ممکن ہوتا ہے۔ خارجی عوامل کی دست درازیاں بہر حال یہ کیفیت پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں کہ عقل ماؤف ہو جائے اور دل کی ہموار دھڑکنیں بہ یک ساعت ڈوبنے لگیں۔ حوادث کی یلغار فکر و شعور کے غزالانِ خوش مزاج کو بھی ذوقِ سبک خرامی سے محروم کر سکتی ہے۔ غم روزگار سے جوجھتی اور حالات کی ستم گری سے بے حال مخلوق کی آزمائش کے لیے نئے ڈھب کے طور طریقے بھی روشن خیال فکر کی زنبیل سے برآمد ہو سکتے ہیں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وقت کی پر پیچ وادیوں میں لڑکھڑاتی اور بے ترتیب راستوں پر ہچکولے کھاتی زندگی کا خستہ حال

دامنِ عصرِ حاضر میں نمودار ہونے والی جدید اصطلاحوں کی خاردار جھاڑیوں میں الجھ کر تار تار ہو جائے۔ بہت کچھ ایسا ہو سکتا ہے...... بلکہ ہو رہا ہے جو عقل و شعور کے ضابطوں سے ماورا ہے اور بے اختیار و مجبور، سادہ لوح رعایا کو حیرت زدہ کئے ہوئے ہے۔

اس میں شک نہیں کہ عہدِ جدید اختراعات کا دور ہے اور ان کی چکا چوند لمحہ بھر کے لیے ہی سہی مگر آنکھوں کو خیرہ ضرور کر دیتی ہے۔ ظاہری اسباب کی کرشمہ گری اپنی جگہ برحق لیکن ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ عالم اسباب کی بے توقیری ایجاد کاروں کا اوّلین مشغلہ ہے۔ جدید لغت سے ناممکنات کا لفظ دورِ حاضر کی افلاطونی دانش نے اسی لیے متروک قرار دے کر نکال دیا ہے کہ اسے اپنی ناہموار ایجادات کے ذریعے فکر و نظر اور اخلاق و اعمال کے روشن حوالوں کو بے نور ثابت کرنا ہے۔ کشتگانِ مہر و وفا کے لیے حالات کی نقشہ گری کا یہ رخ بے شک تکلیف دہ اور اعصاب شکن ہے لیکن ہمیں کسی انہونی کے ظہور پر تعجب نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ وطن عزیز کی تاریخ اپنے آغاز سے ہی عجائبات کی تاریخ ہے۔ مخلصین قوم، بے ریا جذبوں اور ایمانی ولولوں کی پامالی کے ان گنت باب رقم ہوتے کھلی آنکھوں نہ صرف دیکھ چکے بلکہ مسلسل دیکھ رہے ہیں۔ یہ سچائی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ آغاز سفر میں ہمارا پہلا قدم جس عزم و شان اور ثبات و تہوّر سے اٹھا تھا۔ آج معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اب رہنمائی کے لیے اٹھنے والے ہر قدم سے ارادوں کی شکستگی صاف صاف دیکھی جا سکتی ہے۔ رہبرانِ قوم کچھ بھی کہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ چاروں طرف پھیلی مایوسی اور بد دلی نے ڈولتے قدموں کی بے ثباتی عیاں کر دی ہے۔ واہموں کی آکاس بیلیں دل و دماغ میں پروان چڑھتے جذبوں سے لپٹ کر اپنی وحش ناک گرفت مضبوط کر لیں تو انجانے خوف کو نقب لگانے کا موقع مل ہی جاتا ہے اور اسی خوف کے زیر اثر اٹھتے قدموں میں لغزشوں کے امکانات نہ صرف دو چند ہو جاتے ہیں بلکہ رہنمائی کے شجرِ سایہ دار کا بے ثمر ہو جانا ایک بدیہی حقیقت بن جاتا ہے۔

ہمارے ظلِ الٰہی کے مزاج کی برہمی، بے چینی اور لب و لہجہ کی تلخی اس امر کی عکاس ہے کہ قوم کو اپنے اکھڑ ارادوں اور شدت آمیز فرمانوں کی چھڑی سے من چاہے راستوں پر دھکیلنے میں انہیں بری طرح ناکامی ہو رہی ہے۔ اخباری بیانوں، پریس کانفرنسوں، عالمی میڈیا کو دیئے گئے انٹرویوز اور عوامی جلسوں میں برملا کہا جا رہا ہے کہ انتہا پسندوں کا راستہ روکو۔ انہیں ووٹ مت دو۔ یہ قوم کو ہمارے روشن خیالی کے ایجنڈے کے برعکس ۱۵ سو برس پہلے کے دور میں لے جانا چاہتے ہیں۔ جارج بش کی زبان سے بھی یہی فرمان صادر ہوا ہے کہ پاکستان کے مذہبی انتہا پسندوں کا خاتمہ ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ برسرِ اقتدار آ گئے تو دنیا کی پہلی مسلم ایٹمی سلطنت کے تیور بگڑ جائیں گے اور عالمی امن خطرے میں پڑ جائے گا۔ حالات کی نوعیت دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ دو روشن خیال مقتدروں کی یک رنگی و یک زبانی تعجب انگیز ہرگز نہیں لیکن ایک مسلم سربراہِ مملکت کا طرزِ خطاب قوم کے لیے حیرت انگیز ضرور ہے۔

دین پسندوں کے ایوانِ اقتدار تک پہنچنے کا خوف اسی لیے پیدا ہوا ہے کہ دلوں میں بہتے ایمان و یقین کے سوتے

خشک ہوگئے ہیں۔خودکوآسمانی قوانین کی زد سے بچالینے کا زعم رکھنے والے حکمران ایسے عبرتناک انجام سے دوچار ہیں کہ اب واشنگٹن کی عالی بارگاہ سے جاری ہونے والے قہرمانی فیصلوں کے سامنے انہیں سرنیازِخم کرنا پڑ رہا ہے۔آسمانی احکامات کی اطاعت...... جوسراپا خیروبرکت اورامن وعافیت کی ضامن تھی......آج اس سے روگردانی کی سزا پسپائی، نامرادی اور ذلت کی صورت مل رہی ہے۔

اسلام آباد کے عیش کدوں میں راحتوں کی نیند سوتے مقتدر بیشک تسلیم نہ کریں مگر سچ یہی ہے کہ ’’پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ‘‘ ہمارے طے شدہ سفر کا عنوانِ اوّل تھا۔لیکن عیار ومکار طالع آزما اپنی فریب کاری سے عنوانِ منزل تبدیل کرتے چلے گئے اور آج عنوانوں کی کشیدہ کاری کا یہ سلسلہ اسلامی جمہوریت اور اسلامی سوشلزم کی عفونت گاہیں عبور کرتا روشن خیالی، لبرل ازل اور حقیقی جمہوریت کی ہلاکت آمیز دلدل تک آپہنچا ہے۔۵۷ برسوں کی منفرد روایت ابھی تک برقرار ہے کہ ہم جھوٹ پر جھوٹ بولے چلے جارہے ہیں۔قوم کو جارج ڈبلیوبش کی مرتب شدہ آزاد نظم کا وہ بند جھوم جھوم کرسنایا جارہا ہے۔جس کی تشریح کے مطابق اسباب حیات کی بڑھوتری کے تمام سرچشمے روشن خیالی سے ہی پھوٹتے ہیں۔بڑی ڈھٹائی سے کہا جارہا ہے کہ ترقی وخوشحالی کا یہی وہ آخری مستقر ہے جسے تلاش کرتے ہوئے ڈھائی لاکھ عصمتیں پامال اور دولاکھ زندگیاں قربان ہوئی تھیں۔گویا قیام وطن کا اساسی نظریہ ہوا کے ہاتھوں پر ابھرنے والا وہ نامعتبر عکس تھا جو حالات کی شدت بڑھتے ہی معدوم ہو چکا ہے۔

نصف صدی پر محیط تضاد بیانی کا انجام اس سے زیادہ بھیانک اور کیا ہوسکتا ہے کہ حکمران طبقہ ایک گمراہ کن مفروضہ کی تشہیروترویج کے درپے ہے اور اساسی نظریات کی بنیادیں مسمار کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔گزشتہ پانچ برسوں سے جاری بے رحم میڈیائی مہم اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ’’نظریۂ پاکستان‘‘ جو ہمارے آئین کا بنیادی ستون ہے۔اس کی بیخ کنی کی جارہی ہے۔وطن عزیز کا مستقبل صیہونیت کے ایجنٹ ’’بدفکر تھنک ٹینکوں‘‘ کی تیار کردہ خراد مشینوں میں کس دیا گیا ہے۔

وفاقی وصوبائی ’’تعلیمی (Curriculums) کریکولموں‘‘ کے شہ دماغوں کے بارے میں کم سے کم مذمتی الفاظ میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ بے دین روشن خیالی کے ایسے تیز دھار بلیڈ ہیں جونسل نو کے قلوب واذہان پر ثبت ایمان وعقیدہ اور اخلاق واعمال کی محافظ پرتیں بڑی مہارت سے کاٹ کراُسے بے لباس کررہے ہیں۔عریانی وفحاشی کی بدکار فصلوں کی افزائش اور اُن میں برگ وبار جلد لانے کے لیے امدادی ڈالروں کی کھاد ڈالی جارہی ہے، سیکولرازم کے جوہڑوں میں برسوں سے رکا ہوا زہرآلود غلاظت کا انبار قوم کی جڑوں میں بے دریغ انڈیلا جارہا ہے۔یہ کیسا عبرت ناک منظر ہے کہ ۱۴ کروڑ پاکستانی عوام کا انبوہِ مجبور ’’نائن الیون‘‘ کے بعد (علاماتِ قیامت بن کر) طلوع ہونے والے ستونِ آتش کے

آگے بدحواس ہوکر بھاگ رہا ہے۔ اور اس عرصہ ابتلاء میں کوئی ان کا پرسان حال نظر نہیں آتا۔ حکمرانوں کے تیور کچھ اور ہی دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ابتلاء و آزمائش کی خونخوار لہروں میں بہتی قوم کو ایسے گمنام جزیروں میں لے جانا چاہتے ہیں۔ جہاں بقول ان کے دائمی عافیتوں کے خیمے نصب ہیں۔ قوم کو اس حقیقت سے آگاہ نہیں کیا جارہا کہ امن و سلامتی کے مفروضہ جزیروں اور ترقی و خوشحالی کی روشن خیال بستیوں تک پہنچنے کی شرائط دراصل دین متین کے تعمیر کردہ پاکیزہ معاشرتی ضابطوں کا ڈیتھ وارنٹ ہیں۔ یہ شوگر کوٹڈ زہرناک منصوبہ عالمی استعمار کے قائد ابلیس اعظم کی ایجاد ہے۔ اے کاش! قوم یہ جان سکتی کہ اس منصوبہ کی کامیابی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اہالیانِ پاکستان دینی اقدار کی پامالی پر آمادہ و متفق نہیں ہوجاتے۔ آزاد میڈیا کی تخم ریزی اسی لیے کی گئی ہے تاکہ ننگی تہذیب کے متوالے گھر گھر سے نمودار ہوکر اہل دین پر سنگ باری کے لیے نکل کھڑے ہوں اور اس تأثر کو مضبوط کیا جاسکے کہ پاکستانی عوام کی اکثریت مغرب و امریکہ سے درآمد شدہ تہذیبِ نو کے سانچے میں ڈھلنے پر آمادہ و تیار ہوچکی ہے۔ کتھک ڈانس کی ماہر نرتکیوں اور عریاں فلموں کی آبرو باختہ ایکٹریسوں، بے لحاظ فیشن ڈیزائنروں اور چند ہزار روپے کے عوض بے لباس ہوجانے والی بے حیا ماڈل گرلز کے انٹرویوز اسی لیے نشر کیے جاتے ہیں اور انہیں رول ماڈل شخصیات بنا کر اسی غرض سے سامنے لایا جارہا ہے تاکہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بے روح نصاب کے چنگل میں پھنسی ہوئی نسل ان کے گلیمر انگیز کارناموں کی اتباع اپنا مقصودِ حیات بنالے۔

جس ملک کی آئینی شق میں یہ ضابطہ موجود ہو کہ مملکت کا کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا۔ کوئی عریاں آئیڈیالوجی سرکاری سرپرستی میں رواج نہیں پاسکتی۔ اسی ملک کے میڈیا پر ایک ''کتھک نرتکی'' برملا اعلان کررہی ہے کہ پاکستان کے سکولوں، کالجوں میں قرآنی تعلیمات کے بجائے اعضاء کی شاعری ''فن رقص'' کو لازم قرار دیا جائے۔ فلم نگر کی جنسی بلیاں بے لباسی اور بوس و کنار کو آرٹ کا حصہ اور کردار کی ضرورت بتارہی ہیں۔ ان کی بے حیائی اور کھلی بے غیرتی و دیوثی کو ٹی وی مذاکروں میں خداداد ٹیلنٹ ثابت کیا جارہا ہے۔ حکمران جماعت کے ایم این اے اور وزیر ثقافت فرمارہے ہیں کہ...... آرٹ کو زمان و مکان کی حدود میں قید نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان کے انتہائی غریب و پسماندہ دیہی علاقوں میں تھیٹروں کا قیام بھی روشن خیال ایجنڈے کا حصہ ہے...... ایک مخصوص گروہ کے ذریعے اس بازار کی بے حیا چھنالوں کی یلغار اُن قصبہ نما شہروں پر کرائی جارہی ہے۔ جہاں ہموار راستوں سے لے کر پینے کے صاف پانی کی بوند تک دستیاب نہیں ہے۔ مظفر گڑھ، کوٹ ادو، لودھراں، کہروڑ پکا اور میلسی جیسے زندگی کی بنیادی سہولیات سے محروم دیہی آبادیوں میں تھیٹروں کا قیام اور سٹیج ڈراموں کی آڑ میں عریاں مجروں کی بھرمار اور شراب و شباب سے لطف اندوز ہونے کی کھلی سرپرستی علاقے کی ترقی و خوشحالی کے عنوان سے منسوب کی جارہی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ جنسی درندوں کے

ہاتھوں بے آبرو ہونے کے بعد این جی اوز اور میڈیائی مہم کا تختۂ مشق بننے والی مختار مائی اور ڈاکٹر شازیہ اسی ترقی پسند اور مادر پدر آزاد روشن خیال معاشرے کے برگ وبار کی علامات ہیں۔ جس کی ترویج وترقی کے لیے صرف حکومتی وسائل ہی نہیں مشیرانِ باتدبیر کی ذہنی وجسمانی توانائیاں بھی صرف ہو رہی ہیں۔

مجھ ناتواں کو خط لکھنے والے دیوانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نئے زاویوں میں ڈھلتے ہوئے حالات ہمارے مجموعی طرزِ عمل کا نتیجۂ بد اور اُس آسمانی قہر کی نشانیاں ہیں، جن کے رونما ہونے کی اطلاع وحی مبین کلام اللہ...... ''قرآن مجید'' میں ۱۵سو برس پہلے کر دی گئی ہے۔ ایک خدا مست درویش ''سید ابوذر بخاریؒ'' نے ایسے ہی غارت گر حالات کا نقشہ اپنے الفاظ میں کھینچتے ہوئے کیا خوب کہا تھا:

کپکپاتی ہیں اگر وحشتیں ڈرتے کیوں ہو
طلعتِ شوق کی تنویر یونہی ہوتی ہے
چشمِ ایام سے خوں بن کے برستا ہے جلال
جب وہ اخلاف کی نکبت پہ لہو روتی ہے

☆......☆......☆

بقیہ از صفحہ ۴۷

خواجہ صاحب کی تحقیق کے نتیجہ میں ایسی ایسی کتابیں شائع ہوئی ہیں جن کے نام بھی یاد رکھنا مشکل ہیں۔ ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں کہ وہ خامہ بگوش تھے اور جب چاہتے تھے کان پر سے قلم اتار کر تلوار کی طرح ہاتھ میں لے لیتے تھے۔ ان کے پاس مرزا سودا کا کوئی غنچہ نہ تھا کہ آواز لگاتے: ''غنچہ ذرا لانا تو میرا قلمدان''

مرزا سودا اپنا قلم، قلمدان میں اور خواجہ صاحب کان پر رکھتے تھے۔ غالب نے تو یہ کام صرف خط لکھنے کے لیے کیا تھا، خواجہ صاحب خط کھینچ دیتے تھے۔ ان کے لیے ہی شاید میر انیس نے کہا تھا۔

مری قدر کر اے زمین سخن
تجھے بات میں آسماں کر دیا

خدا اپنی رحمتیں ان پر نازل کرے اور ان کے درجات بلند کرے، شاید وہ اس وقت منکر نکیر کو اپنے کالم سنا کر محظوظ کر رہے ہوں۔ آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے۔ سخن در سخن کا سخن طراز آج بے سخن ہوا۔

(مطبوعہ: ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی۔ ۲/مارچ ۲۰۰۵ء)

عابد مسعود ڈوگر

جنابِ صدر!
ان کو بے دردی سے کون کچلے گا؟

''اُمتِ مسلمہ' غربت، جہالت اور مذہبی عدم برداشت کا شکار ہے۔ حقیقت میں اسلام ہائی جیک ہو گیا ہے، پاکستان نے انتہا پسندی کے خلاف واضح حکمتِ عملی اپنائی، دہشت گردوں کو طاقت سے کچل دیں گے، ہمارے مدارس میں مذہب کے علاوہ کوئی مضمون نہیں پڑھایا جاتا، مساجد، مدرسوں اور پرنٹ میٹریل کے ذریعے امن و برداشت کے لیے رائے عامہ ہموار کرنے کی ضرورت ہے۔''

یہ صدر جنرل پرویز مشرف کا اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے کانووکیشن سے خطاب کا عکس ہے۔ اس کانووکیشن میں ملائشیا کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد، جنوبی افریقہ کے سابق صدر نیلسن منڈیلا اور اردن کے شہزادہ حسن بن طلال کو ان کی خدمات کے اعتراف میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ آف لاء کی اعزازی ڈگریاں عطاء کی گئیں۔ انتہا پسندی، دہشت گردی ہمارے صدر صاحب کے خاص اہداف میں شامل ہیں۔ ملک کی بدلتی سیاسی صورتحال میں مذہبی جماعتوں کو دیوار سے لگانے کی یہ ایک بڑی حکمتِ عملی کا حصہ ہے۔ اس سے پہلے جنابِ صدر قوم سے یہ اپیل کر چکے ہیں کہ وہ مذہبی جماعتوں کو ووٹ نہ دیں اور ابھی چند روز پہلے پیپلز پارٹی کے ساتھ ڈیل کے حوالے سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ آئندہ انتخابات میں پیپلز پارٹی جیسی معتدل سیاسی جماعتیں' مذہبی سیاسی جماعتوں کا راستہ روکیں۔ پاکستان کے باسیوں کو یہ باور کرانے کی ہرگز ضرورت نہیں کہ ان خیالات، بیانات اور اقدامات کے نتیجے میں آئندہ الیکشن کے بعد مذہبی سیاسی جماعتوں کی سیاسی حیثیت کیا ہوگی؟ کیونکہ اس ملک میں جب بھی الیکشن ہوئے جبر کی فضا میں ہوئے۔ پولنگ والے دن دس بجے سے پہلے تک پولنگ غیر جانبدارانہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد شام پانچ بجے تک آزادانہ اور پھر نتائج منصفانہ۔ اس لیے یہ بتانے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے کہ موجودہ سیاسی صورتحال میں مولویوں کا جو کردار ہے' آئندہ الیکشن کے بعد یقیناً نہیں ہوگا کیونکہ صدر صاحب بڑے عرصے سے بیرونی طاقتوں کی آشیر باد پر اس حوالے سے منظّم لابنگ کر رہے ہیں۔ اس ملک میں اگر کبھی ''عالیہ'' اور ''عظمیٰ'' آزاد ہوتیں تو شاید ایسے خیالات کے اظہار پر قانون کی کوئی قدغن لگائی جا سکتی۔

ہمیں مذہب کے حوالے سے اور مذہبی لوگوں کے بارے میں صدر صاحب کے ارشادات پر کچھ نہیں عرض کرنا۔ ہمیں آج کی اس نشست میں جنابِ صدر کی توجہ دو تین ایسے مسائل کی طرف دلانی ہے کہ اگر وہ واقعی مسائل کو بے

وردی سے ختم کرنے اور طاقت سے کچل دینے کے راستے پر چل پڑے ہیں تو چند اور چیزوں کو بھی اگر وہ اپنے اہداف میں شامل کرلیں تو شاید اس ملک میں غریب بچ جائے اور غربت ختم ہو جائے۔ مہنگائی اور کرپشن پاکستان کے ۹۵ فیصد عوام کا غیر متنازعہ مسئلہ ہے۔

۱۲/اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اقتدار کی بساط پر جب صدرِ مملکت نے ظہور فرمایا تو پہلے کئی دنوں تک ہم بھی اس فریب کا شکار رہے کہ شاید اب اس ملک سے غربت، ناخواندگی، ناانصافی اور کرپشن کو دیس نکالا ملنے والا ہے مگر وقت گزرتا چلا گیا اور ہمارے فریب کی گرہیں کھلنے میں دیر نہیں لگی۔ سب سے پہلے جن غیر سیاسی لوگوں کو آپ نے اپنی ٹیم کا حصہ بنایا' ان کی اکثریت وابستگیوں کے حوالے سے ایک مشکوک پس منظر رکھتی تھی۔ اس کے بعد پورے ملک میں الیکشن کے ذریعے جن لوگوں کو پارلیمنٹ کے دروازے سے گزرنے کا موقع فراہم کیا گیا اور پھر ان میں سے جو لوگ اقتدار کی مسندوں پر جلوہ افروز ہوئے۔ افسوس صد افسوس! آپ کی تمام تر نیک نامی پر یہ لوگ بدترین کلنک کا ٹیکہ ثابت ہو رہے ہیں مگر چونکہ اس ملک میں پہلے دن سے ہی لیلیٰ اقتدار کے حجلہ عروسی میں داخلے کا شرف حاصل کرنے والے اپنے ضمیر کا قتل کر کے ہی اس خوبرو حسینہ کا شرف قرب حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے آج آپ کی ذات انتظامی اختیارات کے حوالے سے ایک مرکز بھی ہے اور فیصل صالح حیات جیسے لوگ آپ کی اس ٹیم کا تاحال حصہ ہیں۔ دور کی بات نہیں۔

میرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھ
گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں

ہمارے پڑوسی ملک میں ترنمول کانگریس کی مشہور لیڈر ممتا بیز جی نے گزشتہ دورِ حکومت میں بنگال میں ہونے والے ایک معمولی ٹرین ایکسیڈنٹ کے بعد وزارت ریلوے سے استعفیٰ دے دیا تھا اور آپ کی حکومت کے لوگ ۷۰ کروڑ روپیہ بینکوں سے لے کر ہضم کر چکے ہیں۔ عدالتوں میں ان کے خلاف کیس چل رہے ہیں۔ ان کا نام وفاقی وزیر ہوتے ہوئے بھی ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل ہے۔ پہلے یہ وزارتِ داخلہ کے اہم منصب پر فائز تھے اور آج وزارت امور کشمیر اور شمالی علاقہ جات کا اہم قلمدان ان کی دسترس میں ہے۔ آپ نے تمام اخلاقی اور قانونی تقاضوں کا گلا گھونٹ کر جس پارٹی کو اقتدار کے سنگھاسن پر بٹھایا ہے' اس کے صوبہ سندھ کے سیکرٹری جنرل پر انہیں کی جماعت کے وزیراعلیٰ نے بارہ ارب سے زائد کی کرپشن کا الزام لگایا ہے۔ امتیاز شیخ سندھ میں وزیر مالیات تھے جنہیں وزیراعلیٰ نے اس کرپشن کی پاداش میں ان کے منصب سے ہٹادیا ہے لیکن وہ تاحال آپ کے تمام تر اقدامات کو قانونی جواز فراہم کرنے والی سب سے بڑی جماعت کے سندھ میں سیکرٹری جنرل ہیں۔ آپ کے طفیل اب تک پاکستان کا سب سے بڑا نقصان اخلاقی تباہی ہے۔ آپ از خود بطور سربراہ مملکت کے قوم پر مسلط ہوئے۔ وردی اتارنے کا از خود وعدہ فرمایا اور پھر خود ہی اس وعدے کو کسی بے وفا حسینہ

کے وعدے کا رنگ دے دیا۔

اس ملک کی اہم سیاسی شخصیت اور سیاسی میدان میں آپ کے تقریباً باز وہی کہنا چاہیے پر غیر قانونی طریقوں سے بینکوں سے قرضے لے کر اور پھر خود کو غریب ظاہر کر کے قرضے معاف کروا کے ہڑپ کر لینے کا الزام ہے جو کہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں کئی ارکان کی طرف سے لگ چکا ہے۔ جناب عمران خان نے اپنے ایک تازہ کالم میں یہ انکشاف کیا ہے کہ پنجاب بھر میں لوٹ مار میں ملوث بدنام زمانہ افراد کو محض اس لیے زکوٰۃ کمیٹیوں کا سربراہ بنایا جا رہا ہے تاکہ زکوٰۃ کے پیسے کو بلدیاتی انتخابات میں کامیابی کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ امتیاز شیخ کا کہنا ہے کہ وزیر اعلیٰ سندھ کی کرپشن سے اگر پردہ اٹھا دیا جائے تو وہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا اسکینڈل ہوگا۔

آپ نے کراچی کے ایک گویے کو محض اس لیے کابینہ میں وزیر کی حیثیت سے شامل کیا کہ وہ ایک ٹی وی چینل پر پیش کئے جانے والے پروگرام میں آپ کا پسندیدہ کمپیئر تھا۔ یہ ایک ایسے ادارے سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے علاوہ دیگر تعلیمی اسناد حاصل کر چکے ہیں جس کی ویب سائٹ کے ہر ورق پر یہ اشتہار مسلسل گردش کر رہا ہے کہ ڈگری چاہے جیسی ہی کیوں نہ ہو صرف ایک دن میں حاصل کریں۔ جس شخص نے جھوٹی تعلیمی اسناد کا سہارا لے کر پارلیمنٹ میں داخلہ لیا ہو ایسے شخص کا اتنے اہم منصب پر بٹھایا جانا کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے۔

آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے دور میں پاکستان نے چھ فیصد اقتصادی ترقی حاصل کی اور بارہ ارب ڈالر کے زرمبادلہ کے ذخائر حکومتی خزانے میں موجود ہیں۔ یاد رہے کہ بھارت نے آٹھ فیصد اقتصادی ترقی کی شرح اور دو سو ارب کے زرمبادلہ کے ذخائر کا ہدف اپنی خود مختاری کا تحفظ کرتے ہوئے حاصل کر لیا ہے۔ پاکستان ان ایک سو پچپن ممالک میں سے آخری دس ممالک کی فہرست میں شامل ہے۔ جن کی تعلیمی کارکردگی بدترین ہے۔ ۶ برس ہونے کو ہیں کہ اس ملک کا اقتدار آپ کے قبضے میں ہے اور دنیا کی ایک ہزار چوٹی کی یونیورسٹیاں ہیں، جن میں پاکستان کی ایک بھی نہیں۔ آپ کے پاکستان میں ۵ لاکھ بچے جبری مشقت کا شکار ہیں۔

یہ اعتراف پاکستان کے ہائر ایجوکیشن کمیشن کے سربراہ اور سابق وفاقی وزیر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن کا ہے۔ ملک بھر میں ۱۸۰ یونیورسٹیاں ایسی ہیں جنہیں کوئی قومی تعلیمی ادارہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ان یونیورسٹیوں کی طرف سے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر لاکھوں کے اشتہار شائع کئے جاتے ہیں اور ان میں بھاری فیسوں کے عوض پڑھنے والے بچوں کا کوئی مستقبل نہیں۔ صحت، تعلیم، انصاف، خوراک کوئی بھی تو نعمت ایسی نہیں جو آپ کے پاکستان میں عوام کی پہنچ میں ہو۔

اکتوبر ۱۹۹۹ء سے اب تک آپ کے دورِ اقتدار میں مہنگائی میں ۲۰۰ سو فیصد اضافہ ہوا، تعلیمی اخراجات میں ۴۰۰ سو فیصد ضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ روپے کی قوتِ خرید میں حقیقی کمی تقریباً ۲۰ فیصد ہے۔ ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں ۴۰ سے

۱۱۵فیصد تک اضافہ ہوا اور یہ اضافہ ہر پندرہ دن بعد مسلسل بڑھتا چلا جارہا ہے ۔مرچ مسالوں، چاول، دالوں ،ڈیٹرجنٹ، جوتوں اور کپڑوں کی قیمتوں میں اضافہ ۸۰ فیصد ریکارڈ کیا گیا ہے۔۱۹۹۹ء میں ضروریاتِ زندگی اگر ۶ ہزار روپے میں حاصل ہوتی تھیں ۔اب اتنی ہی ضروریات حاصل کرنے میں تقریباً ۱۳ہزار روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔حکمرانوں کی عیش وعشرت، حج وعمرے قوم کو ۵ سے ۱۰ گنا زیادہ مہنگے پڑتے ہیں۔۱۹۹۹ء کی نسبت سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جونام نہاداضافہ ہوا'اس کا عملی اثر دس فیصد سے زیادہ نہیں۔ملک میں سب سے زیادہ ''کسمپرسی'' کی حالت چونکہ صدر، ججوں، آرمی چیف، گورنروں اور وزراء کی ہے'اس لیے انہیں محدود مراعات کے علاوہ تنخواہوں میں ۱۱۰ سے ۱۴۰فیصد تک اضافے کی سہولت دی گئی۔۱۹۹۹ء میں وزیراعظم ہاؤس کا خرچہ ۱۶کروڑ روپے تھا جوکہ بہرحال زیادہ تھا لیکن اب موجودہ حکومت نے اس میں اضافہ کرکے ۸۷ کروڑ کردیا ہے۔۱۲'ارب ڈالر کے ذخائر سے لبالب بھرا خزانہ کہاں ہے اوراس کے فوائد عام آدمی تک کیسے پہنچ رہے ہیں۔اس کا اندازہ پڑھنے والوں کو ہوگیا ہوگا۔آپ کی ''عوام دوستی'' کا حال یہ ہے کہ ۳ ماہ کے دوران پٹرول کی قیمت میں ۵:۰۵ روپے لیٹر اضافہ کیا گیا ہے۔پٹرول اورڈیزل کی قیمتیں بڑھنے سے ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں ۲۵ فیصد اضافہ صرف گزشتہ ۳ ماہ میں ہوا۔

حکومت کو پٹرول تمام اخراجات سمیت ۲۰ سے ۲۵ روپے کے درمیان پڑتا ہے جبکہ اس کی موجودہ قیمت ۵۳:۴۵ روپے ہے۔ پٹرول پر اگر ڈویلپمنٹ ٹیکس ختم کردیا جائے تو عام آدمی کو یہ ۳۰ روپے لیٹر میں دستیاب ہوسکتا ہے۔ اڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ یہ بتارہی ہے کہ وفاقی وزارتوں اور ڈویژنوں میں سال ۲۰۰۲ء اور ۲۰۰۳ء کے حسابات کے دوران ۳۰'ارب روپے کی مالی بے قاعدگیوں کا پتہ چلا ہے۔پوری دنیا میں ضروریاتِ زندگی کو حکومت کنٹرول رکھتی ہے تاکہ اس کی قیمت عام آدمی کا بجٹ خراب نہ کرسکے اور سامان تعیش پر قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں مگر یہاں اس کے برعکس اقدامات کیئے جاتے ہیں۔

جنابِ صدر! ''انتہاپسندوں'' کے ساتھ ساتھ قومی ڈکیتوں، سماجی ڈاکوؤں کو طاقت سے کچل دیجیے۔اِن سے قوم کی جان چھڑوادیجیے لیکن......

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

☆......☆......☆

ر پورٹ: شیرل بنارڈ "CIVIL DEMOCRATIC ISLAM" (تیسری قسط)

ترجمہ: سید خورشید عالم

''اچھے مسلمانوں کی تلاش!'

بنیاد پرست اور روایت پسند عناصر عام طور پر سیکولر مغربی اقدار کو اپنے زیادہ تر سماجی مسائل کی جڑ قرار دیتے ہیں ان کا موقف ہے کہ اسلامی نظام اخلاقیات، مضبوط خاندانی نظام اور کم شرح جرائم کی ضمانت دیتا ہے۔ اس ضمن میں ایران کی مثال بھی پیش کی جاتی ہے۔ ایران میں کئی دہائیوں کی سخت اسلامی حکومت سے وہاں بھی اتنے ہی مسائل پیدا ہو چکے ہیں جتنے کسی ''زوال پذیر'' مغربی ملک میں مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ ایران میں منشیات کے عادی افراد کی تعداد میں شدت سے اضافہ ہوا ہے۔ فحبہ گری ایک بڑا مسئلہ ہے بلکہ اب تو وہاں کی حکومت بڑی سنجیدگی سے سرکاری سرپرستی میں فحبہ خانہ کھولنے پر غور کر رہی ہے جس کی نگرانی ملا کریں گے اور جس سے اس صورت حال کی سنگینی پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔

واضح رہے کہ شیعوں میں عارضی شادیوں کی اجازت ہے۔ تاہم اس منصوبے کی وجہ سے وہاں خاصا تنازع کھڑا ہو گیا ہے۔ ایران میں تیرہ سے انیس سال کے نوجوان (''ٹین ایجرز'') گھروں سے بھاگ جاتے ہیں۔ وہ شراب نوشی کرنے لگے ہیں۔ وہاں جرائم کی شرح بڑھ رہی ہے۔ شرعی قوانین کے نفاذ کے باوجود ان خرابیوں کو روکا نہیں جا سکا۔ ایران کی مذکورہ مثال سے واضح ہوتا ہے کہ محض یہ دعویٰ کہ ''مغربی جمہوریت کی آزادی مسائل کا سبب ہے۔ اس لیے سخت اسلامی قانون مسائل کا حل ہے'' غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ ایران میں اسلامی طرز حکومت کی ناکامی کی بڑے پیمانے پر تشہیر ہونی چاہیے۔ خود اسلامی ممالک کے عوام کو بھی ان حقائق کا علم نہیں ہو سکا۔ وہ ابھی تک یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ شرعی قانون کا نفاذ جرائم کے ارتکاب کو روکتا ہے اور وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سخت اسلام اور اسلامی قوانین کا نفاذ معاشرے کے مسائل کو حل کر دے گا۔

بنیاد پرست

ہم یہ بات جانتے ہیں کہ انتہا پسند بنیاد پرست، مغربی جمہوریت اور مغربی اقدار کے حوالے سے منفی رویہ رکھتے ہیں۔ وہ خاص طور پر امریکا کے خلاف معاندانہ جذبات رکھتے ہیں۔ ان کے نظریات اور مقاصد ہم سے کسی بھی طور پر ہم آہنگ نہیں۔

ماضی میں ہمارے چند ماہرین نے یہ محسوس کیا تھا کہ اس بات کا امکان ہے کہ ان انتہا پسندوں کے ساتھ مل کر کام کیا جا سکتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اس طرح بنیاد پرستوں کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بعض حلقوں کی یہ رائے بھی تھی کہ اس موقع پر عمومی معیارات کو تھوڑے عرصے کے لیے معطل کر دیا جائے اور کم از کم بنیاد پر ان سے مفاہمت کی کوشش کی جائے کیوں کہ افغانستان میں ان کا تسلط ہے۔ یا پھر ان کی طرف سے آنکھیں موند لی جائیں۔

۱۱رستمبر۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد صورت حال تبدیل ہوچکی ہے اب ایسے اقدام کو سنجیدہ طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ہمیں یہ بات بھی اب سمجھ لینی چاہیے کہ دور دراز علاقوں کو نظر انداز کردینے سے یہ علاقے ہمارے دشمنوں کے اہم ٹھکانے بن چکے ہیں۔ اب ان انتہا پسند بنیاد پرستوں سے کسی بھی طور پر ہم آہنگی یا میل ملاپ ممکن ہی نہیں۔ البتہ ایران کے ضمن میں دوبارہ گفت وشنید کے ذریعے سیاسی تعلقات کی بحالی ممکن ہے۔

سعودی عرب کے ہمارے (امریکا کے) تعلقات کی بنیاد جیو پولیٹیکل (جغرافیائی و سیاسی) فوجی امور (ٹیکنیکل) اور اقتصادی امور پر ہے۔ تاہم وہاں حکمران طبقے کا طرز زندگی اور نظریے کی توثیق اس بات میں شامل نہیں ہے اس قسم کے فوجی تعلقات کے اپنے خطرات ہوتے ہیں یہ ہماری ساکھ کمزور کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر امریکا، افغانستان میں طالبان اور القاعدہ پر حملے کے لیے پر تول رہا تھا تاکہ وہاں سے جارح حکومت کا خاتمہ کردیا جائے۔ اس مقصد کے لیے رائے عامہ کی حمایت کے حصول کے اقدامات بھی جاری تھے۔ طالبان کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ بھی لیا جارہا تھا۔ تب ایسے میں امریکا پر یہ تنقید بھی ہونے لگی کہ امریکا سعودی عرب جیسے ''دوستوں'' کو پہچاننے میں غلطی کررہا ہے۔

متعدد مصنفین کی رائے ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی کے سبب امریکا اور مغرب کے لیے بنیاد پرست عام طور جمہوریت کو اسی لیے کلی طور پر رد کردیتے ہیں۔ الجزائر کی اسلامک سالویشن فرنٹ (FIS) کے ترجمان علی بن حاج کا یہ بیان پیش نظر رہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ: ''جمہوریت کی گردن توڑ ڈالو''

حزب التحریر بھی اس بات کو بیان کرچکی ہے کہ ''جمہوریہ کا انتظام جمہوری نظام پر مبنی ہوتا ہے جو درحقیقت ایک کفریہ نظام ہے۔''

اسی طرح حزب التحریر نے نیشنل ازم (قوم پرستی)، سوشلزم (اشتراکیت)، جمہوریت، اجتماعیت (پلورل ازم) انسانی حقوق، آزادی اور فری مارکیٹ پالیسیوں کو بھی ''خطرناک نظریات'' قرار دیا ہے۔ حزب التحریر کا موقف ہے کہ ان تمام اقدامات کا مقصد ''اسلام کا خاتمہ'' ہے۔ اسی لیے وہ دہشت گردی کو ''عبادت کا ایک طریقہ'' قرار دیتے ہیں۔ آپ کسی بھی اسلامی ویب سائٹ کو ملاحظہ کریں تو آپ کو وہاں زبردست چیلنج نظر آئے گا۔ مذکورہ ویب سائٹس اپنی بہترین انگریزی کے باعث جدید (ماڈرن) ہونے کا تاثر پیش کرتی ہیں۔ جب کہ یہ انتہائی جمہوریت مخالف ہوتی ہے۔

امریکا کا خیال تھا کہ ''عرب سڑکوں'' پر اس بات کے لیے خوشی منائی جائے گا کہ امریکا نے بطور مذہب اسلام کو احترام دینا شروع کردیا ہے۔ یورپ بھی اس حوالے سے یورپی مسلمانوں اور مسلم دنیا میں مسلمانوں کی طرف جھکاؤ پیدا کرنے لگے۔

جدت پسند:

جدت پسندوں کا نقطہ نظر ہمارے اندازِ فکر سے پوری طرح میل کھاتا ہے۔ جدید جمہوری معاشرے کے حوالے سے اس گروپ کو خصوصیت حاصل ہے۔ روایت پسندی کے بجائے جدیدیت مغرب کے لیے موزوں ہے۔ بعض اعتبار سے دیکھا جائے تو توریت اور قرآن میں قواعد اور اقدار کے حوالے سے زیادہ فرق نہیں۔ اس لیے ہمیں یہودیت اور عیسائیت کے اصل پیغام کو سامنے لانا ہوگا۔ اسی اپروچ کو سامنے رکھ کر اسلامی جدت پسندی کی تجویز دی جاتی رہی ہے۔

اس بات کے واضح شواہد ہیں کہ اسلام میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ غلامی اس کی ایک واضح مثال ہے جس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ بعض اسلامی معیارات یا نمونے اب موجود نہیں ہیں۔ اسلام نے غلاموں کو رکھنے کی آزادی دی ہے مگر آج انتہائی سخت روایت پسند بھی غلامی کا دفاع نہیں کرتے۔ اسی طرح انتہا پسند بنیاد پرست بھی اس روایت غلامی کا دفاع میں کچھ نہیں کہتے۔ جب کہ یہی انتہا پسند جہاد کی جو تشریح بیان کرتے ہیں وہ دہشت گردی سے جاملتا ہے۔ اسلام میں اب غلامی ختم ہوچکی ہے اور یہ ایک اچھی بات ہے۔ اس مسئلے کو حدیث کی بنیاد پر کبھی پرکھا ہی نہیں گیا۔ ایک غیر بیانیہ اتفاق رائے سے اسے ختم کردیا گیا۔

غلامی کے خاتمے کے تناظر میں یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح محفوظ نہیں رہا۔ خاص طور پر بدلتے ہوئے تہذیبی اقدار کے حوالے سے دیگر مذاہب کی طرح اسلام کو محفوظ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جدید اسلام میں ایسے بہت سے اہم رہنما اور آوازیں ہیں جو اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم اور اقدار سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ ان میں سے بعض شخصیات اپنے مقامی حلقوں میں نہایت ممتاز حیثیت کی بھی حامل ہیں۔ اس کے علاوہ وہ علمی حلقوں میں بھی نہایت معزز سمجھے جاتے ہیں۔ اس حلقے میں بعض جدت پسند روایت بھی شامل ہیں۔ اس اعتبار سے جدت پسندی ایک اہم کردار کے لیے نہایت موزوں ہے۔ ان میں بوسنیا کے مفتی اعظم مصطفیٰ سیرک خاص طور پر شامل ہیں

روایت پسند:

روایت پسند افراد میں چند ایسی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر یہ اہم پارٹنر بن سکتے ہیں۔

☆ یہ عناصر بنیاد پرستوں کا مضبوط متبادل ہوسکتے ہیں کیونکہ مسلم آبادی کے بڑے طبقے میں انہیں قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

☆ یہ عناصر معتدل ہوتے ہیں اور پرسکون طریقے سے اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

☆ یہ عناصر کھلے اذہان کے ہوتے ہیں اور آپس میں مذاکرات (ڈائیلاگ) کے عمل پر یقین رکھتے ہیں۔

☆ روایت پسند عناصر تشدد کی وکالت وحمایت نہیں کرتے۔ گوکہ ان میں سے کچھ افراد بنیاد پرستوں سے ہمدردی کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یہ عناصر ایسے بنیاد پرستوں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں اور انہیں وسائل بھی مہیا کرتے ہیں۔

بنیاد پرستوں میں نوجوان بھی شامل ہوتے ہیں۔ جبکہ روایت پسندوں کا تعلق معاشرے کے نارمل افراد سے ہوتا ہے ان میں خاندان، ضعیف العمر افراد، خواتین، اسکول جانے والے بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ افراد منظم ہوتے ہیں ان کے مختلف ادارے کام کر رہے ہوتے ہیں اور ان کے قائدین معاشرے کے چیدہ افراد میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نظر آتے ہیں اور انہیں تلاش کرنا آسان ہوتا ہے ان کی کتب، تقاریر، عوامی اجتماعات، کانفرنسز اور مختلف تنظیموں میں شرکت پائی جاتی ہے۔

آرتھوڈوکس اسلام ایسے عناصر پر مشتمل ہوتا ہے جو جمہوریت کے حامی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ مساوات پسند ہوتے ہیں۔ انہیں آسانی سے چھان پھٹک کر الگ کیا جاسکتا ہے۔ جمہوری اسلام کی پرورش کے لیے روایت پسند عناصر بنیادی ایجنٹ کا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ مغرب بھی ان کی طرف جھکاؤ پر رضامند ہوگا۔ اس ضمن میں چند سنجیدہ مسائل بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔

روایت پسندوں اور بنیاد پرستوں میں فرق:

عام طور پر روایت پسندوں اور بنیاد پرستوں میں فرق کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ یہ مشکل دو مرحلوں پر پیش آتی ہے۔ روایت پسند اور بنیاد پرست عام طور پر مختلف ایشوز پر ایک جیسی رائے کے حامل ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں بہت باریک سی لائن ہوتی ہے جو انہیں ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے۔ عام طور پر بنیاد پرست عناصر روایت پسندوں کا بنیادی ڈھانچہ (انفرا اسٹرکچر) استعمال کرتے ہیں۔ یہ بنیادی ڈھانچے، مساجد، ایسوسی ایشنز، فلاحی سوسائٹیاں وغیرہ کی شکل میں ہوتے ہیں جو ان کے نظام کی معاونت کرتے ہیں اور انہیں تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

شریعت کے نفاذ کے حوالے سے بھی راویت پسند عناصر بنیاد پرستوں سے قریب سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح مغرب اور امریکا کے بارے میں رویے کے اعتبار سے بھی دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ خواتین کے مقام و مرتبے کے تعین کے معاملے میں بھی یہ دونوں گروپ ایک دوسرے سے قریب ہیں۔ اسی طرح ایک آئیڈیل سیاسی نظام پر بھی دونوں کا اتفاق ہے۔ روایت پسند عناصر عام طور پر ۱۱ ستمبر کے واقعات کی مذمت کرتے ہیں۔ تاہم اس میں دہشت گردی کی اندھی مذمت شامل نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر مصر کی الازہر یونیورسٹی کے ڈائریکٹر شیخ طعطاوی جو ایک قدامت پرست روایت پسند ہیں انہوں نے اسرائیل میں بے گناہ شہریوں کی ہلاکت کی مذمت کی۔ مگر قطر میں ایک اصلاح پسند روایت پسند یوسف القرضاوی نے ان کے بیان کو چیلنج کیا۔ یوسف القرضاوی مختلف سماجی امور پر نسبتاً ترقی پسند موقف کے حامل سمجھے جاتے ہیں مگر وہ ''اسلامی'' خارجہ پالیسی کے حوالے سے بڑے جارح تصور ہوتے ہیں۔

یوسف القرضاوی ۱۹۲۶ء میں مصر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے جامعہ الازہر سے تعلیم حاصل کی۔ اخوان المسلمون سے قریبی تعلق کی بنا پر انہیں متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ ۱۹۶۲ء میں جامعہ الازہر کی طرف

سے قطر بھیجا گیا تا کہ وہ وہاں دینی تعلیم کا نظام وضع کر سکیں ۔ وہاں وہ یونیورسٹی آف قطر کے شعبۂ قانون کے ڈین مقرر ہو گئے ۔ان کی متعدد تصانیف موجود ہیں ۔وہ موجودہ اسلامی عہد میں اپنی خدمات کی بنا پر ایک بااثر شخصیت سمجھے جاتے ہیں یوسف القرضاوی کا موقف ہے کہ:

''اسلامی تحریک کو مدد کے لیے اٹھنے والی ہر آواز پر لبیک کہنا چاہیے ۔تحریک اسلامی کو اریٹیریا میں مارکسسٹ عیسائی انتظامیہ کے خلاف جہاد کے لے اٹھ کھڑا ہونا چاہیے......تحریک اسلامی کو سوڈان میں نسل پرست عیسائی باغیوں کے خلاف کھڑے ہونا چاہیے......تحریک اسلامی کو فلپائن کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کی آواز بلند کرنی چاہیے...... کشمیری حریت پسندوں کی جدوجہد کی حمایت بھی کی جانی چاہیے......فلسطین مسلمانوں کا انتہائی اہم مسئلہ ہے'' ۔

بنیاد پرستوں اور روایت پسندوں نے ۱۱رستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد مساجد، اسلامی کانفرنسوں اور مسلم فلاحی تنظیموں میں کھل کر اپنی آواز بلند کی ۔انتہا پسند بنیاد پرست اکثر مواقع پر روایتی اسلامی نیٹ ورک ،اوران کے معاون نظام سے استفادہ کرتے رہے ہیں ۔

محمد العاصی جن دنوں واشنگٹن ڈی سی کی ایک مسجد کے پیش امام تھے توانہوں نے اپنے ایک مقالے میں تحریر کیا تھا کہ:

> ''سیاست کے حوالے سے مغرب کی بیان کردہ تعریف ایک کرپٹ تصور پیش کرتی ہے جبکہ سیاست کے حوالے سے اسلامی سیاست کی بیان کردہ تعریف روشن اور صحت مند ہے ۔مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کفر اور اس کے نظام کو پلٹ دیں اور جدید اور ترقی یافتہ دنیا میں خلط ملط ہونے کی کوشش نہ کریں ۔ کیونکہ یہاں فری مارکیٹ اور سرمایہ داری کو اقتصادی طور پر ایکسپلائٹ کر کے خوشنما انداز میں پیش کیا جاتا ہے ۔''

جب امریکی روایت پسند کانفرنسوں میں اکٹھے ہوتے تو وہ مغرب اور امریکا کے خلاف اپنے معاندانہ جذبات کا اظہار کرتے ۔ان کا مقصد یہی ہوتا تھا کہ وہ اپنے بنیاد پرستانہ جذبات کو فروغ دیں اور اس کی تشہیر کریں ۔۱۱رستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے بعد یونیورسٹی آف کیلی فورنیا میں ایک سیمینار ہوا جس کا موضوع ''امریکا میں اسلام، حقوق اور شہریت'' تھا اس سیمینار میں اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ امریکا کے مسلمانوں کو ''خوف اور جبر'' کا سامنا ہے ۔

جنوبی فلوریڈا کی یونیورسٹی کے پروفیسر سمیع العارین ان دنوں دہشت گردوں سے اپنے تعلق کی وجہ سے تدریسی ذمہ داریوں سے معطل کئے جا چکے ہیں کیوں کہ انہوں نے ''اسرائیل مردہ باد'' کے عنوان سے ایک تقریر کی تھی ۔اس کے علاوہ وہ فلسطینی اسلامی جہاد نامی تنظیم کے سربراہ کے قریبی رفقا میں شمار ہوتے تھے ۔وہ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے مذکورہ سیمینار میں کلیدی مقرر تھے ۔انہوں نے ''شہری حقوق'' کے موضوع پر تقریر کی ۔فروری ۲۰۰۳ء میں وہ ان افراد میں شامل ہو چکے تھے جن پر دہشت گردی کے الزامات عائد کئے گئے تھے ۔

انتہائی ٹھوس انٹیلی جنس کاوشوں کی بدولت اسلامی تنظیموں اور انتہا پسند تحریکوں کے درمیان رابطوں اور روایت

پسند کے پلیٹ فارم اور بنیاد پرست اسپانسرز کو بے نقاب کیا جا سکا ہے۔ اس مقصد کے لیے روایت پسندوں نے متعدد ویب سائٹس قائم کر رکھی ہیں۔ ان میں ایک اہم اور نمایاں ویب سائٹ dialogue.com ہے جس میں مختلف تارکین وطن نے رہنمائی کے لیے مختلف سوالات ارسال کئے ہیں مثال کے طور پر:

☆ کیا مسلمان کو محض سبزی خور (Vegetarian) ہونا چاہیے۔ یا اسے گوشت بھی کھانا چاہیے کیونکہ اس کے نبی ﷺ بھی گوشت کھاتے تھے۔

☆ نماز سے قبل وضو کے لیے عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بالوں کو کھول لیا کریں؟

☆ اگر کسی عورت کے شوہر نے اسے سادے کاغذ پر تین بار اس کا نام لکھ کر طلاق کے الفاظ لکھ دیئے اور بعد ازاں وہ یہ دعویٰ کرے کہ ایسا کرتے وقت وہ غیر حاضر دماغی کی کیفیت میں مبتلا تھا۔ کیا ایسی صورت میں مذکورہ عورت کو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں آپ سبزی خور بھی ہو سکتے ہیں۔ حضور ﷺ نے جو کچھ بھی کیا ہو وہ مسلمانوں کے لیے واجب نہیں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ عورت کو وضو کے لیے اپنے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے' تاہم پانی کا سر کی جلد تک پہنچنا ضروری ہے۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ طلاق تو واقع ہو گئی مگر دونوں اگر چاہیں تو دوبارہ شادی کر سکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ فیصلے (فتاویٰ) کون جاری کر رہا ہے؟ ان ویب سائٹس پر ان فیصلوں کے مرتب کرنے والے کے کوائف درج نہیں کئے جاتے۔ تاہم ان کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ان سوالات کے جوابات ایک سے زائد علماء فراہم کرتے ہیں۔ یہ ویب سائٹ ایک پاکستانی گروپ apkar PK کی ہے جو کراچی میں موجود ہے۔ زیادہ تر سوالات ان پاکستانیوں کے ہوتے ہیں جو بیرون ملک مقیم ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے جوابات سعودی عرب سے موصول ہوتے ہیں۔

ایک دوسری ویب سائٹ Islam For Today.com ہے۔ جس پر مغربی نومسلموں کے تاثرات درج ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے بارے میں موجودہ تاثر کو بہتر بنایا جائے۔ زیادہ تر امریکی افراد اس کے مخاطب ہوتے ہیں۔ تاہم اس ویب سائٹ کے ایشوز عام طور پر روایت پسند حتیٰ کہ بنیاد پرست بھی ہوتے ہیں۔ مذکورہ ویب سائٹ الحرمین فاؤنڈیشن کے تعاون سے قائم تھی' تاہم ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد اس فاؤنڈیشن پر پابندی عائد کر دی گئی تھی کیونکہ اس کا تعلق دہشت گردوں سے بتایا گیا تھا۔

(جاری ہے)

تحریکِ تجدید اسماءالصحابہ والصحابیات — ادارہ

بچوں اور بچیوں کے نام

نام انسان کی پہچان ہوتا ہے۔انسان کی طبیعت،مزاج اور شخصیت سازی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ نے اچھے نام رکھنے کی تلقین فرمائی اور برے معنوں والے ناموں کو اچھے معنوں والے ناموں میں بدل دیا۔ ہمارے معاشرے میں مغرب سے مرعوبیت،احساس کمتری اور جہالت کی وجہ سے بے معنی ولایعنی اور واہی تباہی قسم کے نام رکھے جاتے ہیں۔جس کے نتیجے میں نئی نسل اپنے اسلاف کے تعارف' کرداراور تعلیمات سے کٹ کررہ گئی ہے۔ماضی قریب کے عظیم مفکر،جانشین امیرشریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے چالیس برس پہلے ''تحریک تجدید اسماء صحابہ ؓ'' شروع کی تھی ۔جس کے نتیجے میں ہزاروں بچوں اور بچیوں کے نام صحابہ وصحابیات کے مبارک ناموں سے منسوب ہوئے۔اس تحریک کا واحد مقصد مسلمانوں میں صحابہ کرام ؓ سے محبت اور دین سے رغبت پیدا کرنا تھا۔الحمدللہ!اب یہ تعداد لاکھوں میں ہے۔قارئین کے شدید اصرار پر ذیل میں صحابہ وصحابیات ؓ کے اسماءاور معنی ابجد کی ترتیب سے شائع کئے جارہے ہیں۔ان شاءاللہ وقتاً فوقتاً مزید نام بھی شائع ہوتے رہیں گے۔(ادارہ)

صحابہ کرام ؓ کے نام......(الف)

نام	معنی	نام	معنی
اَحمد	بہت تعریف کیا ہوا(خاتم النبیین ﷺ کا اسمِ مبارک)	اَقمر	زیادہ روشن
اَنَس	مُحِب،غم خوار	اَجْمَد	ٹھہرا ہوا
اَنیس	دوست،مَحبت رکھنے والا	اَزْبَدْ	ابرآلود،اقامت
اُسامہ	شیر،بلند	اُصَیْرِم	فقیر،درویش
اَیْمَن	بے خوف،مبارک،بابرکت	اَسْمَر	کہانی گو
اَبان	واضح،ظاہر	اَشْعَث	بکھرا ہوا
اَبُوذَرْ	پھیلانا،وسیع کرنا،بکھیرنا	اَسیم	بلند
اَسْعَد	خوش بخت،سعادت مند	اَیاس	بزرگ
اَرْقم	لکھاری،تحریرکنندہ	اَزْہَر	روشن
اُوَیس	پوشیدہ،شب زندہ دار	اَقْرَع	بہادر،کھٹکھٹانے والا

اُسید	چھوٹا شیر	اَحْوص	محتاط، رفو گر
اَنیف	منفرد	اَبْیض	سفید (جن صحابی رضی اللہ عنہ)
اَطہر	سچا، پاکباز	اَصْحَمہ	سرسبز، خوبصورت

(ب)

بُلیل	احسان، خوبصورتی، تندرستی	بَدِیْل	بدلہ، معاوضہ دینے والا
بَدَر	چودھویں کا چاند، حسین جوان	بَرْنا	جوان
بَرِیر	نیک، نیکی کرنے والا (حضرت ابوذر غفاری کا اصل نام)	بُسْطام	کشادہ، وسیع
بِلال	پانی کی نمی، تروتازہ (مؤذنِ رسول ﷺ)	بُجَیر	صحت مند، توانا
بُرَید	حق ثابت کرنے والا، شریف، پیغامبر	بشیر	خوشخبری دینے والا

صحابیات کرام رضی اللہ عنہن کے نام......(الف)

آمنہ	ایمان والی، امن وسکون والی (نبی خاتم ﷺ کی والدہ ماجدہ)	اَسماء	بلند
اُمیمہ	ہدایت دینے والی، رہبر، نیت وارادہ	اُمامَہ	نیک سیرت، رہنما
اُکَیمہ	اونچی، بلند	اَرْوىٰ	ماہر، صحت مند
اَنیسہ	محبت کرنے والی	اُثَیْلَہ	اعلیٰ خاندان والی
اَنْجَشَہ	تلاش کرنا، حاصل کرنا	اَزْمَہ	جفاکش، بحران
آسِیَہ	پختہ ارادے والی، ملکہ، شہزادی	اُسَیْرَہ	مضبوط زرہ، چھوٹے خاندان والی

(ب)

بَرِیْرَہ	نیک، نیکی کرنے والی	بَرِیْعَہ	روشن، عقل وجمال میں فائق
بَدِیْلَہ	بدلہ، معاوضہ دینے والی	بَرِیْدَہ	حق ثابت کرنے والی، پیغام بر
بَادِیَہ	صحرا	بَثِیْنَہ	خبر دینے والی، پھیلانے والی
بَرَّہ	فرماں بردار، مہربان	بُسْرَہ	نئی، تازہ
بَسِیْمَہ	مسکرانے والی	بَسَّامَہ	بہت مسکرانے والی

ادارہ

قادیانی سکینڈلز
ملک کو کروڑوں روپے کا ماہانہ ٹیکا

حکومت اور قادیانی دونوں جانتے ہیں کہ مانتی ہے کہ ائیر فورس کے (ریٹائرڈ) ائیر مارشل ظفر چودھری، سکہ بند، جنونی اور متعصب قادیانی۔ عمر بھر وہ فوج کے بڑے عہدے سے فائدہ اٹھا کر قادیانی افراد کو فوج میں بھرتا کرتا رہا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہدِ اقتدار میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ ربوہ کے موقع پر مرزا ناصر کی تقریر کے دوران اسی ظفر چودھری نے ائیر فورس کے جہازوں کے ساتھ اسے سلامی دی تھی۔ تب مجاہدِ ملت مولانا غلام غوث ہزاروی (رحمہ اللہ) نے اس کا نوٹس لیا اور ذاتی طور پر جناب ذوالفقار علی بھٹو کو متوجہ کیا اور جناب بھٹو نے اسے نوکری سے فارغ کر دیا۔ اس کا بیٹا عامر چودھری ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل ہے۔ یہ بھی سکہ بند قادیانی اور اپنے باپ کی کاربن کاپی ہے۔ قادیانی ابن قادیانی۔ کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ اس عامر چودھری قادیانی نے جعلی انٹرنیشنل گیٹ وے کھولا ہوا تھا۔ کروڑوں روپے ماہانہ ناجائز کماتا رہا۔ اسلام آباد، کراچی اور لاہور میں کمپیوٹر پوسٹل کالج اور پاکستان پوسٹ کی انتظامیہ سے معاہدہ کے ذریعے کمپیوٹر ٹریننگ سنٹر کا لائسنس لیا۔ آغا مسعود الحسن پاکستان پوسٹ کا سربراہ بھی ان کے کاروبار اور عقیدہ و مذہب کے بیوپار میں برابر کا شریکِ عمل ہے۔ پاکستان کو کروڑوں کا ماہانہ نقصان پہنچانے کا یہ صرف ایک کیس ہے۔ خدا نہ کرے کہ حسبِ روایت فوجی عہدِ اقتدار میں اس قادیانی کو بھی بچالیا جائے۔ یہ آنے والے وقت پر منحصر ہے۔ یہ اور کچھ مزید خبریں جن سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئیں، وہ پیشِ خدمت ہیں۔ سوچئے کہ قادیانی ملک کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟

سابق ائیر چیف ظفر چودھری کے بیٹے کرنل (ر) عامر چودھری کا غیر قانونی انٹرنیشنل فون گیٹ وے پکڑا گیا
ملزم ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل عامر چودھری منیجر سمیت گرفتار۔ گرفتاری کے وقت دھمکیاں

اسلام آباد (تحقیقاتی رپورٹ: ملک منظور احمد) پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، ایف آئی اے اور پی ٹی سی ایل کی مشترکہ ٹیم نے پوسٹل سٹاف کالج اسلام میں قائم غیر قانونی انٹرنیشنل فون گیٹ وے چلانے والے پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ائیر مارشل ریٹائرڈ ظفر چودھری کے فرزند ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل عامر چودھری کو گرینڈ آپریشن کے دوران دن دیہاڑے گرفتار کرلیا ہے۔ ملزم لیفٹیننٹ کرنل (ر) عامر چودھری نے گرفتاری کے فوراً بعد اعترافِ جرم کرلیا ہے۔ ٹیلی کام ایکٹ کے سیکشن ۳۱ کی خلاف ورزی پر ملزم کو دو سال قید اور ایک کروڑ روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوسکتی ہیں۔ سوموار

کے روز دن ساڑے ۳ بجے سے لے کر شام ۷ بجے تک ایف آئی اے، پی ٹی اے اور پی ٹی سی ایل کی مشترکہ ٹیم کا گرینڈ آپریشن پوسٹل کالج جی ایٹ مرکز میں جاری رہا۔ ایف آئی اے نے ملزم کو عدالت میں پیش کر دیا۔ جہاں سے اسے جیل بھیج دیا گیا۔ ۲۲/ مارچ کو عدالت میں چالان پیش کیا جائے گا۔

تفصیلات کے مطابق پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ائیر مارشل (ر) کے بیٹے ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل عامر چودھری نے پوسٹل کالج کے ساتھ ایک معاہدہ کر رکھا تھا۔ اس معاہدے کی یادداشت پر پاکستان پوسٹ کے سربراہ میجر جنرل (ر) آغا مسعود الحسن اور پوسٹل فاؤنڈیشن کے مینجنگ ڈائریکٹر کے دستخط موجود ہیں۔ ملزم لیفٹیننٹ کرنل (ر) عامر چودھری نے یہ معاہدہ کمپیوٹر ٹریننگ فراہم کرنے کی آڑ میں کر رکھا تھا اور اندرون خانہ اعلیٰ حکام کی ملی بھگت سے غیر قانونی انٹرنیشنل ٹیلی فون گیٹ وے قائم کر کے ماہانہ کروڑوں روپے کما رہا تھا اور ڈی ایس ایل لائسنس پر غیر قانونی طور پر انٹرنیشنل کالز لے کر ڈبلیو ایل ایل کے ذریعے یہاں پاکستان میں کالز کو Transmitt کر رہا تھا۔ اس غیر قانونی بزنس سے پی ٹی سی ایل کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔

تفصیلات کے مطابق اس غیر قانونی بزنس کے مرکزی کردار عامر چودھری نے لاہور اور کراچی میں بھی غیر قانونی انٹرنیشنل ٹیلی فون گیٹ وے قائم کر رکھے تھے۔ ایف آئی اے، پی ٹی اے اور پی ٹی سی ایل کی مشترکہ ٹیم نے لاہور میں واقع جی پی او کمپاؤنڈ میں پوسٹل لائف انشورنس کی بلڈنگ میں چھاپہ مار کر انٹرنیشنل ٹیلی فون گیٹ میں استعمال ہونے والے آلات برآمد کر لیے ہیں جبکہ کراچی میں بھی چھاپہ مارا گیا مگر چھاپے کے دوران تاحال کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی ہے۔

ذرائع نے خبریں کو بتایا ہے کہ ملزم نے تسلیم کیا ہے کہ اس نے ۷۰ ہزار منٹ ماہانہ غیر قانونی ٹریفک استعمال کی ہے۔ انٹرنیشنل ٹیلی فون گیٹ وے کے مرکزی کردار لیفٹیننٹ کرنل (ر) عامر چودھری اور ایم ڈی پوسٹل فاؤنڈیشن نے سریا چوک اسلام آباد میں واقع الائیڈ بینک کے اندر مشترکہ اکاؤنٹ کھول رکھا تھا اور اس غیر قانونی بزنس سے حاصل کئے جانے والے کروڑوں روپے اسی مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کئے گئے۔ بغیر لائسنس کے غیر قانونی انٹرنیشنل گیٹ وے انٹرنیشنل لائسنس پر مشتمل تھا اور اسی گیٹ وے کے ذریعے پی ٹی سی ایل کو بائی پاس کر کے انٹرنیشنل ٹریفک منتقل کی جاتی تھی۔

ذمہ دار ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ اپنی نوعیت کا بہت بڑا اسکینڈل ہے۔ پی ٹی اے، ایف آئی اے اور پی ٹی سی ایل کی مشترکہ ٹیم نے جب پوسٹل کالج کے اندر چھاپہ مارا تو اس غیر قانونی بزنس کے مرکزی کردار لیفٹیننٹ کرنل (ر) عامر چودھری نے مشترکہ ٹیم کے افسران اور اہلکاروں کو دھمکیاں دیں اور کہا کہ ڈائریکٹر جنرل ایف آئی اے ان کے سسر ہیں مگر جب اس دوران ایف آئی اے کے افسران نے اس سے باز پرس کی تو وہ خاموش ہو گیا اور فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ لیفٹیننٹ کرنل (ر) عامر چودھری نے پوسٹل کالج اور پاکستان پوسٹ کی انتظامیہ کے ساتھ اسلام آباد کے علاوہ لاہور اور کراچی میں

کمپیوٹر ٹریننگ دینے کی آڑ میں معاہدہ کر رکھا تھا اور کمپیوٹر ٹریننگ دینے کے بجائے ان تینوں شہروں میں غیر قانونی انٹرنیشنل ٹیلی فون گیٹ وے قائم کر کے وہ کروڑوں روپے ماہانہ کما رہا تھا۔

مزید تفصیلات کے مطابق ڈائریکٹر ایف آئی اے راولپنڈی زون چودھری تصدق حسین کو درخواست دی گئی کہ پوسٹل سٹاف کالج اسلام آباد سے پی ٹی سی ایل کو بیس لاکھ روپے ماہانہ سے زائد نقصان ہو رہا ہے اور یہاں پر انٹرنیشنل ٹیلی فون کالوں کو لوکل کالوں پر ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے جس پر ڈائریکٹر ایف آئی اے کی ہدایات کی روشنی میں ڈپٹی ڈائریکٹر ایف آئی اے جنید سلطان، سب انسپکٹر سید کوثر علی شاہ، سب انسپکٹر راجہ محمود اختر، قاری ارشد اور کانسٹیبل پر مشتمل چھاپہ مار ٹیم نے پی ٹی سی ایل کے اعلیٰ افسران سجاد لطیف اعوان اور کرنل اورنگزیب کے ہمراہ پوسٹل سٹاف کالج اسلام آباد چھاپہ مار کر ۲۸ ٹیلولر سیٹ ۵ کوئم سوئچ ۱۶ وائرلیس فون اور میڈیا گیٹ وے ایکسچینج کے علاوہ کمپیوٹر اور دیگر آلات برآمد کر لیے۔ اس تمام سیٹ اپ سے پی ٹی سی ایل کو ۲۰ لاکھ روپے سے زائد ماہانہ نقصان ہو رہا تھا اور یہ کاروبار کافی عرصہ سے جاری تھا جس کی پشت پناہی پوسٹل فاؤنڈیشن کالج اسلام آباد کا سٹاف کر رہا تھا جس سے متعلق تفتیش جاری ہے جبکہ گرفتار دونوں افراد کی رہائی کے لیے سفارشیوں کے ٹیلی فونوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔

پی ٹی سی ایل کی پریس ریلیز کے مطابق سسٹم ۵۱۲ کے بی ایس بینڈوتھ پر مشتمل تھا اور اسے مائیکرو ونیٹ براڈ بینڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ سے حاصل کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ۱۲۸ ایکس سیکولر ٹیلی فون اور ٹیلی کارڈ کے ۱۲، ایکس وائرلیس فون بھی موجود تھے۔

جعلی گیٹ وے جون ۲۰۰۴ء میں بنایا گیا۔ وائرلیس لوکل لوپ کی بھی سہولت تھی

اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی) پوسٹل کالج اسلام آباد کی عمارت میں قائم غیر قانونی انٹرنیشنل ٹیلی فون گیٹ وے پر گرینڈ آپریشن کے دوران ۲۸ سمز ملی ہیں۔ اسی گیٹ وے میں وائرلیس لوکل لوپ کے ۱۲ ٹیلی فون نمبروں کی بھی سہولت تھی۔ انٹرنیشنل ٹیلی فون گیٹ وے کے لیے ماہانہ ۵ ہزار روپے کرائے پر پوسٹل کالج اسلام آباد کے ۳ بڑے ہال حاصل کیے گئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ غیر قانونی انٹرنیشنل گیٹ وے جون ۲۰۰۴ء میں قائم کیا گیا تھا۔ آپریشن کے دوران گیٹ وے کے نیٹ ورک منیجر لیاقت کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ملزم کی بیوی کا بیان لینے کے بعد اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔

(روزنامہ ''خبریں'' لاہور۔ ۱۰ر مارچ ۲۰۰۵ء)

جعلی سفری دستاویزات پر جرمنی جانے کی کوشش میں ۲ قادیانی گرفتار

کراچی (سٹاف رپورٹر) امیگریشن حکام نے جعلی سفری دستاویزات پر جرمنی جانے کی کوشش کرنے والے قادیانی نوجوان اور ایجنٹ کو گرفتار کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق قائد اعظم انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر تعینات ایف آئی اے

امیگریشن کے انسپکٹر علی حسن زرداری نے امارات ائیرلائن کی پرواز کے ذریعے جرمن پاسپورٹ پر جرمنی جانے کی کوشش کرنے والے ناصر محمود کو روک کر تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ اس کا اصل نام فاروق احمد ہے اور یہ چنیوٹ کا رہائشی ہے۔ملزم نے ابتدائی تفتیش میں بتایا کہ وہ شمس الحق نامی شخص کے ساتھ جارہا ہے۔جس نے اسے جرمن پاسپورٹ ۲لاکھ روپے کے عوض دیا۔مذکورہ دونوں افراد کا تعلق احمدی فرقے سے ہے۔ملزم نے بتایا کہ جرمنی پہنچ کر اس نے سیاسی پناہ کی درخواست دائر کرنی تھی۔ایف آئی اے امیگریشن کے عملے نے ملزمان کو مزید تفتیش کے لیے ایف آئی اے پاسپورٹ سیل کے حوالے کردیا ہے۔

برطانوی عدالت نے جعلساز قادیانی وکیل کو۴برس قید سنادی

لندن (خبرنگار خصوصی) برطانوی عدالت نے پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش سمیت دیگر ممالک سے پہنچنے والے قادیانیوں کی جعل سازی کے ذریعے برطانوی شہریت دلوانے کے الزام میں قادیانی وکیل منیر رفیق کو۴برس قید اور جرمانے کی سزا سنائی ہے۔ملزم منیر رفیق جماعتِ احمدیہ لندن کے رہنما امام بشیر رفیق کا بیٹا ہے۔ملزم سے برطانوی وزارت داخلہ کی جعلی دستاویزات اور مہریں برآمد ہوئی ہیں۔ملزم کرائیڈن مجسٹریٹ کی عدالت میں قادیانی پناہ گزینوں کی نمائندگی کرتا تھا۔سٹاریسرگ کاروان کورٹ نے ملزم پر جعل سازی کے ۷رالزامات عائد کیے ہیں۔

تفصیلات کے مطابق برطانوی عدالت نے جماعتِ احمدیہ لندن کے امام بشیر رفیق کے وکیل بیٹے منیر رفیق کو جعل سازی کے ذریعے قادیانیوں کو برطانوی شہریت دلوانے کے ۷مختلف الزامات کے تحت ۴سال قید و جرمانے کی سزا سنائی ہے جبکہ ملزم کی دیگر جعل سازیوں سے متعلق تحقیقات جاری ہیں۔ملزم منیر رفیق گزشتہ کئی برسوں سے وکالت کے پیشے سے وابستہ ہے اور کرائیڈن مجسٹریٹ کے سامنے قادیانیوں کے مقدمات کے سلسلے میں پیش ہوتا رہا ہے۔ملزم منیر رفیق نے گزشتہ کئی برسوں کے دوران بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش سمیت دیگر ممالک سے پہنچنے والے قادیانیوں کو برطانوی شہریت دلوانے کے لیے جعل سازی کا کام شروع کررکھا ہے۔اس سلسلے میں برطانوی حکام کو ایک پاکستانی بیوہ اور ان کی دوست کے توسط سے یہ اطلاع ملی کہ منیر رفیق مذکورہ بیوہ کے صاحبزادے کو ۱۵ہزار پونڈ کے عوض جعلی کاغذات فراہم کرنے اور برطانوی شہرت دلوائے گا اور اس نے مذکورہ خاتون کو یقین دہانی بھی کرائی کہ وہ عدالت کے ذریعے ان کی درخواست منظور کروائے گا لیکن بیوہ کی قریبی دوست نے جب منیر رفیق سے بات کی تو انہیں شبہ ہوا کہ منیر رفیق جعل سازی کے ذریعے بھاری رقوم لے کر کاغذات تیار کرتا ہے۔اس پر انہوں نے منیر رفیق کو مقامی پولیس کے ذریعے گرفتار کرادیا۔

(ہفت روزہ ''اخبارالمدارس'' کراچی۔۱۷تا۲۳مارچ ۲۰۰۵ء)

مولانا محمد مغیرہ
خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر

(تیسری و آخری قسط)

مرزا قادیانی......دجل و تلبیس کا امام

(ایک قادیانی مربّی سے سرِ راہ مکالمہ!)

جو خصائل قائد میں ہوں یقیناً پیروکاروں میں بھی وہ خصائل ضرور پائے جاتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے پیروکاروں میں مرزا قادیانی سے بڑھ کر مرزا کا عکس نظر آیا۔ دجل و تلبیس کا ایک شاہکار ملاحظہ فرمایئے:

ایک دن اپنے ایک دوست کے ساتھ چناب نگر بازار میں جا رہا تھا کہ اتفاقاً قادیانیوں کے ایک مربّی سے ملاقات ہوگئی جو میرے دوست سے شناسائی رکھتے تھے۔

ابتدائی تعارف کے بعد مربّی صاحب کہنے لگے: مولانا! ایک بات بڑی معذرت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا: فرمایئے!

کہنے لگا: قرآن مجید نے سورۃ مریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک قول نقل کیا ہے:

''انہوں نے کہا کہ جب تک میں زندہ رہوں گا، نماز پڑھتا رہوں گا اور زکوٰۃ دیتا رہوں گا۔''

سوال یہ ہے کہ ہم چونکہ ان کو وفات شدہ مانتے ہیں۔ اس لیے ہم پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ ان کو وفات شدہ ماننے سے نماز اور زکوٰۃ کا مسئلہ تمام ہو چکا۔ آپ لوگ چونکہ مسیح علیہ السلام کو حیات مانتے ہیں۔ آپ سے سوال ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام زندہ ہیں تو یقیناً نماز پڑھتے ہوں گے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہوں گے۔ کیا وہ نماز انجیلی شریعت کے مطابق پڑھتے ہیں یا حضور علیہ السلام کی شریعت کے مطابق؟ دوسری بات یہ ہے کہ آیا قبلہ اوّل کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یا بیت اللہ شریف کی طرف؟ تیسری بات یہ ہے کہ زکوٰۃ دیتے ہیں تو کس کو کیونکہ آسمانوں پر تو فرشتوں کا بسیرا ہے اور وہ مال زکوٰۃ لینے کے اہل نہیں ہیں اور نہ ہی ان کو کچھ حاجت ہے؟

میں نے اس کے یہ سوال سن کر اس طرف توجہ ہی نہ دی بلکہ اور باتوں کی طرف لگا رہا۔ درمیان گفتگو اس نے کئی دفعہ اپنے سوالوں کے جواب چاہنے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ مگر میں اُسے محسوس کرا رہا تھا کہ میں جواب دینا ہی نہیں چاہتا۔ ہماری ملاقات آدھ گھنٹہ سے تجاوز کر چکی تھی۔ اس کا اصرار دیکھ کر میں نے کہا: آپ کے سوال کیا تھے؟

جس پر اس نے مذکورہ سوالات کو دہرایا۔ گرمی کا موسم اور دوپہر کا وقت۔

میں نے از راہِ مزاح کہا:

جناب! آپ کو مسیح علیہ السلام کی نماز کی پڑی ہوئی ہے' آپ اپنا فکر کریں۔ آپ اپنے کو مسلمان سمجھتے ہیں جبکہ آپ ہمیں سرکاری مسلمان کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں تو مسلمان سے کہا گیا ہے کہ نماز قائم کرو۔ تم نماز پڑھنے کی بجائے میرے ساتھ گپیں لگا رہے ہو۔ اٹھو نماز پڑھو پھر آپ کے سوالوں کو دیکھا جائے گا۔ (مگر یہ ساری بات مزاح میں رہی)

کہنے لگا: جناب نماز تو وقت پر ہوگی۔ اس کے اوقات متعین ہیں۔ جب وقت ہوگا تو نماز بھی پڑھ لیں گے۔

میں نے کہا: گستاخی معاف! آپ فرما سکتے ہیں کہ اوقاتِ نماز کی تفصیل کیا ہے؟

مسکرا کر کہنے لگا: جناب یہ بھی کوئی چھپی ہوئی بات ہے۔ دوپہر ڈھل جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے پھر اتنا سایہ ہو جائے تو عصر جبکہ سورج غروب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی باقی اوقات صلوٰۃ کی ترتیب ہے۔

میں نے کہا: اچھا جی اجازت! مجھے جلدی ہے۔ آپ سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی۔ کہیں جانا ہے۔

مربّی صاحب کہنے لگے: مہربانی فرما کر بات تو سمجھا دو۔ ہوسکتا ہے میرا فائدہ ہو جائے۔

میں نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ میں پہلی ملاقات میں ایسے اختلافی عنوانات پر گفتگو کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو سوال آپ نے کئے ہیں اس کے جواب تو خود نماز کے اوقات کی تفصیل میں ہو چکے ہیں۔ توجہ فرماؤ گے تو سمجھ آجائے گی۔ ڈھونڈنے کی کوشش کرو۔ باقی یہ بھی خیال رکھو کہ سوالات کا پٹارہ ہر وقت ساتھ نہیں رکھنا چاہئے کہ جو ملے اس کے گلے میں کچھ سوال ڈال دیئے۔

نہایت عاجزانہ رنگ میں کہنے لگا: جی! مہربانی فرما کر جواب عنایت فرما دیں تو اچھا ہے۔

میں نے کہا پھر سنو: آپ نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں وقت پر، جو اوقات اللہ نے متعین کئے ہیں۔ اور اوقات کی تفصیل بتاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ دوپہر کے ڈھلنے کے بعد ظہر، سورج غروب ہونے پر مغرب باقی اوقات بھی آپ نے ایسے ہی بیان فرمائے۔ تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ نماز پڑھی جاتی ہے اوقات کے ساتھ اور اوقات کا تعلق دن رات سے ہے مگر حضرت مسیح علیہ السلام جہاں تشریف فرما ہیں' وہاں دن نہ رات۔ جہاں اوقات کا سلسلہ ہی نہیں۔ نماز ہوتی ہے اوقات پر، جب زمین پر تشریف لائیں گے تو اوقات پر نماز بھی ادا فرمائیں گے۔ آپ اپنے لیے تو نماز کی ادائیگی کے لیے اوقات کے انتظار میں ہیں مگر عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اوقات کے علاوہ نماز پڑھنے کا سوال کرتے ہیں۔

ابھی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ کہنے لگا:

حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا تھا کہ جب تک زندہ رہوں گا نماز پڑھتا رہوں گا۔ اتنا عرصہ ہوا، صدیاں بیت گئیں مگر اوقات نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے۔

میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے؟ قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کی اس بات کو ذکر کیا ہے تو یہ کس وقت حضرت

مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

کہنے لگا: پیدائش کے ابتدائی دنوں میں۔

میں نے کہا: جب وہ بالکل معصوم تھے۔ابھی اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے کے قابل نہ تھے۔کیا اس وقت نماز پڑھتے تھے؟ حالانکہ وہ اس دنیا میں تھے جہاں اوقات کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

کہنے لگا: نہیں

میں نے کہا: اس بچپن کے وقت نماز نہ پڑھنے پر تو کسی کو اعتراض نہیں حالانکہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ جب تک زندہ رہوں گا نماز پڑھتا رہوں گا تو اس جگہ کیوں اعتراض ہو رہا ہے؟ جب بچپن میں نماز نہ پڑھتے تھے اس وقت ان کے زندہ ہونے میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔اب اگر نماز نہیں پڑھتے تو کیوں ان کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔باقی رہی بات زکوۃ کی تو تم جانتے ہو کہ زکوۃ کے لیے مال کا ایک خاص نصاب میں ہونا ضروری ہے اور پھر مال پر سال کا گزرنا بھی ضروری ہے کہ اس نصاب کے مطابق مال جمع رہے۔تب جا کر اس مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

☆ پہلی بات یہ ہے کہ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی جو دونوں فریقوں کے ہاں متفق علیہ ہے۔اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس مال تھا؟

☆ کیا انہوں نے مال جمع کیا۔اگر مال جمع ہی نہیں تو زکوۃ کیسی؟

☆ اگر اس وقت ان کے پاس مال نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ کا ادا نہ کرنا ان کی حیات کے منافی نہیں تھا تو اب کی زندگی کے لیے زکوۃ ادا کرنا کیوں مشروط کیا جارہا ہے؟

جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ قادیانیوں کے یہ سوالات سارے کے سارے دجل و تلبیس سے مرصع ہیں کہ اسلام کی تاریخ میں پوری امت حیات مسیح علیہ السلام کی قائل ہے۔کسی کو یہ باتیں نہ سوجھیں۔ہاں! صرف مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو۔جس طرح مرزا قادیانی دجل و تلبیس کا امام تھا اسی طرح اس کی ''ذریت البغایا بھی''۔

تبدیلی ٹیلی فون نمبرز

دارِ بنی ہاشم ملتان اور مسجد احرار چناب نگر کے ٹیلی فون نمبرز تبدیل ہوگئے ہیں۔

کارکنانِ احرار اور احباب نئے نمبرز نوٹ فرمالیں

مسجد احرار چناب نگر: 047-6211523

دارِ بنی ہاشم ملتان: 061-4511961

محمد سہیل باوا
ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

لندن مناظرے سے فرار
قادیانیوں کا اعترافِ شکست

قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر کو اپنے آخری دور میں مسلسل ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کے بعد مرزا طاہر نے دنیا بھر کے تمام قادیانی مربیوں کو عام تبلیغی سرگرمیوں، مسلمانوں کے ساتھ بحث ومباحثہ کرنے اور مسلمان علماء کے ساتھ مناظرہ کرنے پر پابندی عائد کی تھی۔ ۱۹/ اپریل ۲۰۰۳ء کو مرزا طاہر، سفیر ختم نبوت، مولانا منظور احمد چنیوٹی کے بارے میں غلط پیش گوئی کے نتیجے میں ہلاک ہوا۔ بالکل اسی طرح جیسے خود مرزا غلام احمد قادیانی، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ یک طرفہ دعا کے نتیجہ میں ہیضہ کی عبرتناک موت سے ہلاک ہوا۔ مرزا طاہر کے مرنے کے بعد قادیانی جماعت کے پانچویں سربراہ مرزا مسرور نے بھی اس پابندی کو دو سال تک برقرار رکھا۔ اسی دوران سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ۲۴/ ستمبر ۲۰۰۳ء کو لندن میں مرزا مسرور کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مرزا مسرور مباہلہ تو کیا کرتے چیلنج کا جواب تک نہ دیا۔

تین ہفتے قبل مرزا مسرور نے قادیانی چینل پر یہ اعلان کیا کہ دنیا بھر کے قادیانی مبلغین اور عام قادیانی اپنی کوششوں کو تیز کریں اور اپنے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی مہم شروع کریں اور اپنے محلے میں رہنے والے شرفاء (یعنی مسلمانوں) کو قادیانی بنانے کی کوششوں کو وسیع پیمانے پر بڑھائیں۔ مرزا مسرور کے اس اعلان کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ اور خصوصاً لندن میں یونیورسٹیز، کالجز اور لندن کے مختلف علاقوں میں اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو تیز کر دیا اور مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو خصوصی نشانہ بنایا۔ جنوبی لندن کے علاقے (ٹوٹنگ) جو کہ قادیانی سرگرمیوں کا گڑھ شمار ہوتا ہے، کے اردگرد بھارت حیدر آباد دکن سے برطانیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آنے والے قادیانی نوجوانوں نے تعلیم کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ بھی شروع کر رکھی ہے۔ انہی قادیانی نوجوانوں میں سے بعض نے علاقے میں موجود مشہور مسجد (ٹوٹنگ اسلامک سنٹر) کے امام مولانا زبیر صاحب سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مولانا کے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت جیسے مسائل پر بحث کرنا شروع کی۔ شروع میں تو مولانا نے قادیانی نوجوانوں کو حیات مسیح اور مسئلہ ختم نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی لیکن قادیانیوں نے حیاتِ مسیح اور ختم نبوت پر قرآن وحدیث کے تمام دلائل کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو قرآن وحدیث نہیں سمجھتے۔ ہم آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مربّی سے گفتگو کرلیں۔ مولانا نے ان کے چیلنج قبول کرتے ہوئے کہا۔ ہم آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر ہیں۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔

مولانا نے ۱۱/ فروری ۲۰۰۵ء کو ختم نبوت اکیڈمی لندن کے دفتر بذریعہ فون عالمی مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور قادیانیوں کی طرف سے پیغام دیا کہ وہ ۱۲/ فروری ۲۰۰۵ء

شام ۷ بجے ہماری مسجد (ٹوٹنگ اسلامک سینٹر) مناظرہ کے لیے آ رہے ہیں۔لہٰذا آپ اور آپ کے مبلغین مناظرہ میں تشریف لے آئیں۔میں نے مولانا زبیر صاحب سے صرف ایک درخواست کی کہ آپ قادیانیوں کوایک پیغام دے دیں کہ وہ اپنے ساتھ مرزا غلام قادیانی کی کتابوں کا مجموعہ ''روحانی خزائن'' لے آئیں۔مولانا عبدالرحمٰن باواصاحب اور بندہ اپنے ساتھیوں سمیت جائے مقررہ پر وقت مقررہ سے پہلے پہنچ گئے۔تاہم کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود قادیانی کہیں ظاہر نہ ہوئے اور اپنی عادت کے مطابق دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے جائے مقررہ پر آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر آپ نے مناظرہ کرنا ہے تو ہمارے گھر پر آنا ہوگا۔مربّی صاحب'اسلامک سنٹر آنے سے انکار کر رہے ہیں۔قادیانی نوجوان اور ان کا مربّی ابھی سے ہی مناظرے سے بھاگنے کا راستہ تلاش کرنے لگے اور مربّی کو یقین تھا کہ ختم نبوت اکیڈمی کے مبلغین گھر نہیں آئیں گے اور پھر ہم اعلان کر دیں گے۔مولوی عبدالرحمٰن باوا اور ان کے ساتھیوں نے مناظرے میں آنے سے انکار کر دیا۔اللہ کے فضل سے ہماری نیت پہلے سے یہی تھی۔قادیانی ہمیں جہاں بلائیں گے'ہم وہاں جائیں گے۔اسی دوران ہمارے مشورے میں طے ہو گیا کہ قادیانی ہمیں اگر اپنے گھر آنے کو کہہ رہے ہیں تو ہم وہاں بھی چلے جاتے ہیں اور ہمیں اس بات کا اندازہ تھا کہ آج اگر نہ گئے تو پھر کبھی بات نہیں کریں گے ایک طویل عرصے بعد کسی قادیانی مربّی نے بات کرنے کی ہمت کی ہے تو اس کو بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے۔مولانا زبیر صاحب نے عادل قادیانی کو فون پر کہا کہ چلو ہم تمہارے گھر آجاتے ہیں۔آپ مسجد آ کر ہم سب کو لے جاؤ۔اس پر عادل قادیانی نے کہا کہ آپ لوگ خود آجائیں۔مربّی صاحب کی اجازت نہیں۔قادیانیوں کا مسجد میں نہ آنا یہ ان کی سب سے پہلی شکست تھی۔بہرحال ہم سب ساتھی قادیانیوں کے گھر پہنچ گئے۔ایک چھوٹے سے کمرے میں تقریباً ۲۰ کی تعداد میں قادیانی جمع تھے۔کسی کے بھی چہرے پر نبی خاتم ﷺ کی سنت نہیں تھی بلکہ سب کے سب ڈاڑھی منڈے۔ایک قادیانی لڑکے نے مجھ سے میرا نام اور پتا معلوم کیا اور کہا کہ آپ ختم نبوت کے دفتر سے آئے ہیں پھر ہمیں اندر ایک درمیانہ سائز کے کمرہ میں جہاں مربّی صاحب بیٹھے تھے۔وہاں لے گئے۔مربّی نے سلام کیا۔اس پر حضرت عبدالرحمٰن باواصاحب نے فرمایا''ہمیں تعجب ہے آپ کے سلام کرنے سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے''۔اس پر باوا صاحب نے (کلمتہ الفصل ص۱۶۹،۱۷۰) کا حوالہ دیا کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود'' نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے۔جو نبی ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔اس پر قادیانی نوجوان مربّی صاحب کو گھور گھور کر دیکھنے لگے اور مربّی نے گردن جھکا کر خاموشی اختیار کر لی۔اس کے بعد مربّی نے اپنا نام بتایا کہ میرا نام رانا مشہود ہے۔ہماری اطلاع کے مطابق رانا مشہود حال ہی میں روس سے برطانیہ منتقل ہوئے ہیں اور لندن میں گرائڈن کے علاقے کے مربّی ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ میں ان کا یہ سب سے پہلا مناظرہ تھا۔

مناظرہ کی شرائط طے کئے بغیر ہی جناب نے حیات مسیح پر گفتگو شروع کر دی اور کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا آسمان پر زندہ ہونا ثابت کردیں تو ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ دیں گے اور مرزا صاحب کی ساری کتابیں پھینک دیں گے۔اس پر باوا صاحب نے کہا: ''کیا آپ یہاں مرزا صاحب کو سچا ثابت کرنے آئے ہیں یا حیاتِ مسیح پر گفتگو کرنے''؟ اس پر مربّی رانا مشہود بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ تو مولویانہ انداز ہے۔اگر آپ نے گفتگو کرنی ہے تو صرف حیات مسیح پر ہی گفتگو ہوگی۔مرزا قادیانی کی تحریریں جن میں مرزا کی تاریک زندگی کا بیشتر مواد ہے۔اس پر مناظرہ سے فرار اختیار کرتے ہوئے صرف وفات مسیح پر گفتگو کرنا رانا مشہود کا دوسرا اعتراف شکست تھا۔قادیانی مربّی کا کہنا تھا۔اصل بحث مسلمان اور قادیانیوں کے درمیان حیات و وفات مسیح ہے اور یہی بنیادی جھگڑا ہے۔حیاتِ مسیح ثابت ہوجائے تو ہم مرزا صاحب کا انکار کردیں گے اور اسی موضوع پر بات کرنے کا اصرار رہا۔چنانچہ ہمارے نوجوان مبلغ جناب شمیم صاحب نے قادیانی نوجوانوں سے مخاطب ہوکر دو حوالے دیئے اور ان سے سوال کیا کہ آپ کے مربی صاحب حیات مسیح اور وفات مسیح کو موضوع بحث بنا رہے ہیں جبکہ مرزا غلام قادیانی نے لکھا ہے کہ ہماری یہ غرض نہیں کہ مسیح کی وفات وحیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔یہ ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظات جلد۲،صفحہ۲۷) لیکن آپ کے مربّی کہتے ہیں یہ بنیادی مسئلہ ہے اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ بنیادی مسئلہ نہیں۔یہ ادنیٰ سی بات ہے۔اب آپ بتایئے کہ آپ کس کی بات مانیں گے۔مرزا صاحب کی یا مربّی کی؟ اس حوالے کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا لیکن اس کے جواب میں مربی نے کہا کہ آپ لوگ وقت ضائع کررہے ہیں۔اس حوالے کا جواب نہ دینا۔رانا مشہود کا تیسرا اعترافِ شکست ہے۔جناب شمیم صاحب نے دوسرا حوالہ یہ دیا اور ان سے سوال کیا کہ ''براہین احمدیہ'' میں مرزا قادیانی نے قرآن کی آیات لکھ کر حیاتِ مسیح کو ثابت کیا اور مرزا قادیانی اپنی ۵۲ سال کی عمر تک یعنی ''ملھم'' بن کر ۱۲ سال تک حیات مسیح کا عقیدہ رکھتا تھا اور اس غلط عقیدہ پر قائم رہا اور پھر یکا یک وفات مسیح کا عقیدہ کیوں گھڑ لیا؟ اس کے جواب میں مربّی نے دو باتیں کہیں ایک تو یہ کہ نبی غلطی کرسکتا ہے (معاذ اللہ) دو مرتبہ یہ لفظ دہرائے۔ساتھیوں نے اس پر استغفر اللہ کہا تو ایک قادیانی نوجوان نے حضور ﷺ کی شان میں صلح حدیبیہ کے واقعہ کو غلط رنگ میں پیش کرکے ایک اور گستاخی کی کہ صلح حدیبیہ میں حضور ﷺ سے غلطی ہوئی۔معاذ اللہ! اب رانا مشہود بھی بوکھلا گیا اور بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ میں بات نہیں کرتا۔میں جاتا ہوں۔راقم الحروف نے کہا کہ آپ بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔مرزا قادیانی تو اپنی کتاب (روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۲) پر لکھتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک بات سے محفوظ رکھتا ہے) اور آپ کہہ رہے ہیں کہ غلطی ہوسکتی ہے اور ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی سے غلطیاں ہوئی ہیں لیکن معاذ اللہ حضور ﷺ سے غلطی محال ہے۔مربّی نے دوسری بات یہ کہی کہ جس طرح آنخضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔بالکل اسی طرح مرزا صاحب پر خدا نے بارش کی طرح وحی کی اور اس کے فوراً بعد مرزا صاحب کا حیات مسیح کا عقیدہ بدل گیا۔باوا صاحب نے مربّی کے اس حوالے پر سخت گرفت کرتے ہوئے فرمایا: ''رانا صاحب! آپ کی جہالت پر ہمیں

افسوس ہے۔آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ قبلے کا تبدیل ہوجانا احکام میں سے ہے اور حیاتِ مسیح کا مسئلہ عقیدہ ہے اور عقیدے میں ہرگز تبدیلی نہیں ہوتی‘‘۔رانا صاحب سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ آپ وہ حوالہ پیش کریں جس میں مرزا نے لکھا ہے کہ مجھ پر بارش کی طرح وحی ہوئی۔قادیانی مربّی پر اس قدر لرزہ طاری ہوگیا کہ وہ حوالہ نہ نکال سکا۔راقم الحروف نے مربّی رانا مشہود کو چیلنج دیا کہ یہ بتادو کہ مرزا قادیانی نے کتنی کتابیں لکھیں اور ان کے نام کیا ہیں۔کہنے لگا ۴۷ یا ۵۷۔جس پر راقم الحروف نے کہا حیرت ہے کہ قادیانی مربّی جو کہ قادیانی جماعت کی نمائندگی میں یہاں آئے ہیں اور یہ تک نہیں معلوم کہ مرزا قادیانی نے کتنی کتابیں لکھی ہیں۔رانا مشہود کا یہ چوتھا اعترافِ شکست تھا۔جب رانا مشہود کسی نکتہ پر پھنس جاتے تو قادیانی نوجوان شور شرابہ کردیتے (پرانی عادت کے مطابق) یا رانا صاحب کسی اور نکتہ پر بحث شروع کردیتے۔دوران گفتگو رانا مشہود کے موبائل پر کئی مرتبہ غیرضروری کالز بھی آتی رہیں۔مربّی نے بڑی کوشش کی کہ ہمارے مبلّغین بات ختم کردیں لیکن ہمارے ساتھی گفتگو کو جاری رکھے ہوئے تھے۔آخر رانا مشہود نے راستہ ناپنا شروع کردیا۔شمیم صاحب نے کہا آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ جانے سے پہلے آخری فیصلہ سن کر جائیں (مجموعہ اشتہارات جلد۳ صفحہ ۵۷۹) جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا غلام قادیانی کے درمیان ہوا اور اس فیصلے میں مرزا قادیانی اپنی یک طرفہ دعا کے نتیجہ میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہیضہ کی منہ مانگی موت سے ہلاک ہوا۔مشہود نے اس فیصلہ کو سننے سے انکار کردیا اور اسی دوران چند قادیانی باہر سے آئے اور مربّی کو بھگا کر لے گئے۔مربّی کا آخری فیصلے کا نہ سننا اور اپنے گھر سے اپنے قادیانیوں کو اکیلا چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنا مربی رانا مشہود کا اعترافِ شکست ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔بہرحال ہمارے تمام ساتھی قادیانیوں کے گھر میں آخر تک بیٹھے رہے۔اس کے بعد شمیم صاحب نے قادیانی نوجوانوں کو آخری فیصلہ جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا قادیانی کے درمیان ہوا تھا‘ پڑھ کر سنایا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام قادیانیوں کو ہدایت عطاء فرمائیں۔(آمین)

ادارہ

ظلمت سے نور تک

قادیانی مبلغ شاہد کمال کا لندن میں مولانا سہیل باوا کے ہاتھ پر قبولِ اسلام

لندن (الاحرار) برطانیہ میں قادیانی ماہر تعلیم مبلغ ۴۰ سالہ شاہد کمال نے اسلام اور قادیانیت کے متعلق مطالعے کے بعد باضابطہ طور پر قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا ہے۔لندن سے نمائندہ ''الاحرار'' کے مطابق انہوں نے قادیانی قیادت اور مرزا مسرور کو تحریری طور پر اسلام قبول کرنے کے فیصلے سے آگاہ کر دیا ہے۔شاہد کمال کے والدین کا تعلق ہندوستان سے ہے۔وہ اب برطانوی شہری ہیں۔نومسلم شاہد کمال قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کی ہدایت پر انگلینڈ کے اسکولوں میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے تھے۔انہوں نے گزشتہ ماہ ختم نبوت اکیڈمی لندن میں مولانا سہیل باوا کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔اس موقع پر ایک تقریب منعقد کی گئی۔جس میں نومسلم شاہد کمال نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات عام کرنے میں صرف کریں گے۔شاہد کمال نے اسلام قبول کرنے کے متعلق بتایا کہ میں پیدائشی قادیانی تھا۔میں نے قادیانیت کے متعلق بہت کچھ پڑھا مگر میرے ذہن میں کئی ایک سوالات تھے جو کہ حل طلب تھے۔انہوں نے بتایا کہ مرزا قادیانی کی کتابوں کا روزانہ مطالعہ کرتا تھا مگر جب ختم نبوت کے رہنماؤں سے علمی بحث کا انٹرنیٹ پر آغاز ہوا تو بہت سے سوالات کا جواب ملتا گیا۔

اس کے بعد میں نے اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ و جائزہ تقریباً ڈیڑھ سال تک جاری رکھا۔اس کے بعد میں نے قادیانی قائدین سے اپنے سوالات وحقائق کے بارے میں جب استفسار کیا تو وہ مجھے مطمئن نہیں کر سکے اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ قادیانی عقائد، اسلامی عقائد سے قطعی مختلف ہیں اور قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔قابل ذکر ہے کہ نومسلم شاہد کمال قادیانیوں میں اپنی علمی قابلیت کے سبب ممتاز حیثیت کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔پیشے کے اعتبار سے وہ کمپیوٹر پروگرامنگ کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔انہوں نے بچوں کی تعلیمی صلاحیتوں میں اضافہ کے لیے کئی سافٹ ویئر پروگرام ڈیزائن کئے ہیں۔نومسلم شاہد کمال لندن کے فارسٹ گیٹ فل ہام میں رہائش پذیر ہیں۔ان کے قبول اسلام پر مجلس احرار پاک وہند کے تمام ارکان نے خوشی کا اظہار کیا، انہیں مبارک باد دی اور ان کے لیے دین پر استقامت کی دعا کی۔عالمی مبلغ ختم نبوت' مولانا عبدالرحمٰن باوا، ختم نبوت اکیڈمی لندن کے منتظم مولانا محمد سہیل باوا اور ان کے مخلص کارکنان بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔اُن کی پُرخلوص محنت رنگ لا رہی ہے اور قادیانیت فنا کے گھاٹ اُتر رہی ہے۔

اطہر ہاشمی بیادِ مشفق خواجہ مرحوم

سخن طراز بے سخن ہوا

ہم سوچ رہے ہیں کہ مشفق خواجہ ہوتے تو کیا لکھتے۔ ہر طرف ایسے گوناگوں موضوعات بکھرے پڑے ہیں کہ جس پر بھی خواجہ صاحب کا ہاتھ پڑ جاتا' وہ امر ہو جاتا۔ لیکن وہ تو ایک عرصہ سے کالم نگاری ترک کر چکے تھے۔ ان کے خیال میں یہ ایک شوقِ فضول اور ان کے لیے کارِ بیکاری تھا اور انہوں نے علمی کاموں میں خود کو اتنا مصروف کر رکھا تھا کہ کارِ بیکاری کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی شخص کام سے تھک کر دریچہ کھول کر تازہ ہوا میں سانس لیتا ہے یا ذہن کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے کچھ دیر کے لیے بچوں کی شرارتوں سے محظوظ ہوتا ہے اور آج کل تفریح طبع کے لیے ٹی وی کا کوئی سنجیدہ پروگرام دیکھ لیتا ہے۔ ایسے ہی مشفق خواجہ کالم لکھ ڈالتے تھے جس سے ان کا ذہن تو تازہ ہو کر پھر دقیق کام کے لیے تیار ہو جاتا ہو گا لیکن ان کے کالم پڑھ کر بہت سوں کو آکسیجن کی کمی کا شکوہ ہوتا تھا۔

ہمیں اطمینان ہے کہ مشفق خواجہ ہمارا یہ کالم نہیں پڑھ سکیں گے' ورنہ ڈانٹ ڈپٹ کرتے کہ ہمارے شایانِ شان تو لکھا ہوتا۔ ایسا ممکن بھی تو نہیں۔ وہ کالم نگاری چھوڑ چکے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اردو کے سب سے اچھے کالم نگار تھے۔ عالم یہ ہو گیا تھا کہ بہت سے ادیب و شاعر شہرت حاصل کرنے کے لیے خواہش کرتے تھے کہ مشفق خواجہ ان پر کالم لکھ دیں۔ ایک دو کے بارے میں ہم نے بھی خواجہ صاحب سے کہا کہ ان پر کچھ ہو جائے لیکن ان کا جواب تھا کہ عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں۔

خواجہ صاحب نے ہمیشہ سکہ بند ادیبوں اور شاعروں پر ہاتھ ڈالا اور ایسی ایسی نکتہ آفرینی کی کہ شاید شکار خود قائل ہو جاتا ہو۔ کم سے کم پڑھنے والے تو قائل ہو ہی جاتے تھے کہ جس کو وہ آسمانِ ادب کا شمس و قمر سمجھتے رہے' وہ تو ٹمٹماتا ہوا دیا نکلا۔ ان کے جملوں میں غضب کی کاٹ تھی کہ مجروح کو پتہ بھی نہ چلتا تھا' تلوار کہاں چل گئی۔ سنا ہے ماہر تیغ زن ایسے ہی ہوتے تھے اور ایسی صفائی سے وار کرتے تھے کہ چند قدم چلنے کے بعد ہدف کو اندازہ ہوتا تھا کہ وہ تو دونیم ہو گیا اور پھر دھڑام سے گر پڑتا تھا۔ ایسے کئی اہداف مشفق خواجہ کی قلمی ''تیغ زنی'' سے منہ کے بل گرے۔

ابھی پچھلے دنوں ہی نظم کے شہنشاہ حضرت جوش ملیح آبادی کی نواسی نے مطالبہ کیا ہے کہ نانا ابا کا کلام نصاب میں شامل کیا جائے۔ یہ خبر پڑھ کر ہمیں بے ساختہ مشفق خواجہ یاد آئے کہ شاید ان کے اندر چھپا ہوا کالم نگار مچل اٹھے۔ ابھی پچھلے دنوں ہی تو ''امت'' میں ان کا ایک پرانا کالم جوش ملیح آبادی کے حوالے سے شائع ہوا تھا' جس میں خواجہ صاحب نے جوش ملیح آبادی کی زبان دانی کے بارے میں یہ تبصرہ کیا تھا کہ وہ تو اپنی محبوباؤں کو بھی الفاظ سے سنگسار کرتے تھے۔ ممکن ہے

نواسی کے اس مطالبہ پر وہ جوش صاحب کے کلام کا وہ نمونہ پیش کردیتے جو صرف ''بالغوں'' کے لیے ہے۔ نثر میں اس کا نمونہ ان کی ''یادوں کی برات'' میں وافر ہے۔ پاکستان سے شائع ہونے والی کتاب میں تو کئی جگہ محض نقطوں سے مافی الضمیر چھپانے کی کوشش کی ہے لیکن بھارت سے شائع ہونے والے نسخے میں تمام کوائف کھل کر سامنے آتے ہیں اور بقول جوش صاحب کے ہماری قوم بڑی شرمیلی ہے۔ اس شرمیلی قوم کو جوش صاحب مل گئے تھے۔

خواجہ صاحب بڑوں ہی کے بخیے ادھیڑتے تھے۔ ٹیلی فون پر ہم نے ان سے فرمائش کی کہ اب تو ضیاء الحق قاسمی بھی بڑے ہو چکے ہیں۔ آپ نے انہیں نظرانداز کیا ہوا ہے۔ کہنے لگے اس پر کچھ لکھ دیا تو سچ مچ بڑا ہو جائے گا' ویسے وہ قد آور تو ہے۔

خواجہ عبدالحئی المعروف مشفق خواجہ کو سب سے پہلے ''جسارت'' میں پڑھنا شروع کیا۔ وہ ''سخن در سخن'' کے عنوان اور ''خامہ بگوش'' کے قلمی نام سے ادبی صفحہ پر کالم لکھتے تھے اور ایک کالم ''اندیشۂ شہر'' کے عنوان سے ادارتی صفحہ پر آتا تھا جو سیاسی ہوتا تھا۔ لکھنے والا ''غریبِ شہر'' تھا۔ عالم یہ تھا کہ ان کا کالم چھپنے سے پہلے نیوز ڈیسک پر باآواز بلند پڑھا جاتا تھا اور لوگ سب کام چھوڑ کر حظ اٹھاتے تھے۔ ایک ایک جملہ پر داد ملتی تھی۔ ادبی دنیا میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی کہ یہ خامہ بگوش ہے کون؟ پھر خود خواجہ صاحب نے اپنے کالموں میں یہ ظاہر کیا کہ وہ حمزہ فاروقی ہیں۔ عرصہ تک یہ راز راز ہی رہا کہ یہ تیغ زن ہے کون؟

صلاح الدین صاحب ''جسارت'' سے گئے تو مشفق خواجہ بھی ان کے ساتھ گئے اور ''تکبیر'' میں لکھنا شروع کر دیا۔ ہم نے رابطہ کیا تو ان کا جواب تھا کہ میں تو صلاح الدین کے لیے لکھتا ہوں اور پھر یہی ہوا کہ صلاح الدین صاحب کی شہادت کے بعد اردو کی صحافت ایک بہترین کالم نگار سے بھی محروم ہوگئی اور اب تو وہ محقق، وہ نقاد اور وہ شاعر بھی گیا:

تری گلی تک تو سب نے دیکھا، خبر نہیں پھر کدھر گیا وہ

عجیب بات ہے کہ جس کالم نگاری کی خواجہ صاحب کے نزدیک کوئی اہمیت نہ تھی اور شاید بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ادب و صحافت میں ان کالموں ہی کی وجہ سے انہوں نے شہرت پائی۔ ان کا تحقیقی کام یقیناً بڑے پائے کا ہے لیکن یہ ایک مخصوص طبقہ کے لیے ہے۔ عوام کو اس سے کیا دلچسپی کہ مرزا واجد علی یاس یگانہ چنگیزی کی شاعری کیا ہے اور ایک ہزار ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ''جائزہ مخطوطات اردو'' کتنا دقیق کام ہے۔ یہ کتابیں تو ہمارے ہاں صرف لائبریریوں کی زینت بننے کے لیے ہیں گو کہ خواجہ صاحب کا اصل کام ہی یہ ہے۔

وہ شاعر بھی تھے لیکن بطور شاعر کبھی اپنے آپ کو شہرت نہیں دی۔ شاید اس لیے بھی کہ انہوں نے بڑے بڑے شاعروں کی کھنچائی کی۔ اپنے آپ کو وہ کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتے ہوں گے۔

ان کے ملنے کے اوقات بھی مخصوص تھے اوران میں بھی کوشش یہ ہوتی تھی کہ ملنے والا جلدی سے جان چھوڑے تو وہ پھر کام میں مصروف ہو جائیں۔ان کے ہر طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا اور وہ ایک غواص کی طرح موتی تلاش کرتے رہتے تھے حالانکہ وہ خود ایک ایسی منہ بند سیپ تھے جس میں ایک نہیں کئی درنایاب پوشیدہ تھے۔مشفق خواجہ کے کالم نگاری ترک کردینے سے کئی کالم نگاروں کے قد اونچے ہو گئے لیکن وہ چاشنی، وہ کاٹ، وہ ادبی گرفت کہیں اور نظر نہیں آتی۔بیشتر کالم ''تیلی رے تیلی، تیرے سر پہ کولہو'' کی مثال ہیں کہ محض الفاظ کا بوجھ ہے اور کچھ نہیں۔ان کی وفات نے یقیناً ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا ہے۔

ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ ان کے کالموں کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے جس سے اچھے کالموں کے متلاشی اپنی پیاس بجھا سکیں گے۔لیکن ہمیں مرحوم سے یہ شکوہ ہی رہے گا کہ ان کے پیمانے میں بہت کچھ تھا اور انہوں نے ابھی چھلکایا بھی نہ تھا۔ہمیں اس پر فخر ہے کہ انہوں نے ایک بار پتہ نہیں کس عالم میں ہماری حوصلہ افزائی کی لیکن اس کے بعد سے ہی ہم کچھ لکھتے ہوئے گھبرانے لگے تھے۔کالموں کے ذریعہ ان سے تعارف اور ٹیلی فون پر کبھی کبھی گفتگو تو تھی لیکن بالمصافحہ ملاقات کراچی یونیورسٹی میں عزیزم محمود فاروقی کی بہن کی شادی میں ہوئی۔محمود فاروقی اس زمانے میں کراچی یونیورسٹی کے پی آر او تھے۔اس تقریب میں انہوں نے مشفق خواجہ کو بھی مدعو کیا تھا۔تقریب کے بعد ہم کو طاہر مسعود چائے پلانے کے لیے ''مسعود کدہ'' پر لے گئے اور وہاں مشفق خواجہ سے مزید گفتگو رہی۔

مرحوم کے آباواجداد کشمیری تھے۔اسی نسبت سے وہ خواجہ ہی نہیں ادبی دنیا میں خواجہ خواجگان تھے۔۱۹ر دسمبر ۱۹۳۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔۱۹۵۲ء میں میٹرک کیا اور خیال ہیکہ اس کے بعد ایف اے اور بی اے بھی کر لیا ہوگا کیونکہ اس بات کا دستاویزی ثبوت موجود ہے کہ انہوں نے ۱۹۵۸ء میں کراچی یونیورسٹی سے اردو ابت میں ایم اے بھی کیا۔اس سے ایک اور حقیقت ثابت ہوئی ہے کہ میٹرک سے ایم اے تک وہ درمیان میں کہیں فیل ہوئے۔ابن انشاء کے ساتھ مل کر انہوں نے کراچی یونیورسٹی کا پہلا میگزین بھی نکالا۔ممکن ہے یہ کراچی یونیورسٹی کے ریکارڈ میں ہو۔جامعہ کراچی کو''پالنا''یو نہیں کہا جا سکتا اور پوت کے پاؤں والا محاورہ یہاں نہیں چلے گا لیکن ان کی ادبی صلاحیتوں کو جلا یہیں سے ملی۔ان کے والد عبدالوحید خواجہ بھی اسلامیات اور اقبالیات کے اسکالر تھے۔ان کا اثر بھی خواجہ صاحب نے قبول کیا ہوگا اور بعد میں اقبالیات پر بھی موثر کام کیا۔پھر بابائے اردو مولوی عبدالحق کی صحبت حاصل رہی اور ان ہی کے اصرار پر مشفق خواجہ انجمن ترقی اردو سے وابستہ ہو گئے۔یہاں وہ ۱۹۷۳ء تک اردو کو ترقی دیتے رہے۔لیکن بعد میں تو وہ خود انجمن بن گئے تھے۔اور یہ''انجمن''وہ والی نہیں تھی جس سے ڈاکٹر یونس بٹ اپنے کالم میں اٹھکیلیاں کرتے ہیں۔

〈بقیہ صفحہ ۴۷ پر〉

عینک فریبی

زبان میری ہے بات اُن کی

- ❑ نیویارک میں نماز جمعہ کا مخلوط اجتماع۔ خاتون نے امامت کرائی۔ (ایک خبر)
- ● امریکی و پرویزی روشن خیال اسلام کی ایک جھلک!
- ❑ قائدِاعظم نے پاکستان کو کبھی اسلامی ملک قرار نہیں دیا۔ (اعتزاز احسن)
- ● تو اور ہندوستان کو اسلامی ملک قرار دیا تھا؟
- ❑ غریب آدمی سب سے بڑا دھوکے باز ہوتا ہے۔ (لاہور ہائی کورٹ)
- ● اور امیر آدمی......؟ فیصلہ محفوظ!
- ❑ وزیراعظم اور شیخ رشید میرے موٴقف سے متفق ہیں۔ (اداکارہ میرا)
- ● شیخ اور شوکت دونوں نیک ہیں!
- ❑ ڈاکٹر قدیر نیٹ ورک کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔ (کنڈولیزا رائس)
- ● بکرے کی جان گئی۔ کھانے والے کو مزہ نہ آیا
- ❑ پیپلز پارٹی کے رہنما سلمان تاثیر کا بیٹا آتش تاثیر برطانیہ کے شاہی خاندان کا داماد بنے گا۔ سلمان کی اہلیہ تلوین سنگھ شادی پر خوش نہیں۔ (ایک خبر)
- ● آپ مسلمان، دادا مسلمان، باپ مسلمان، ماں سکھنی، ہونے والی بیوی عیسائی (ملٹی نیشنل کمپنی)

بھان متی نے کنبہ جوڑا انگریزی اینٹ لاہوری روڑا

- ❑ ملک اور جمہوریت بچانے کے لیے مشرف سے مذاکرات کرنا ڈیل نہیں۔ (زرداری)
- ● گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز!
- ❑ ملتان، مظفر آباد: شراب کی بھٹی پکڑی گئی۔ (ایک خبر)
- ● اور ملزم چھوڑ دیئے گئے۔
- ❑ جلد خلا میں انسان بھیجنے اور چاند پر پہنچنے کے قابل ہو جائیں گے۔ (صدر مشرف)
- ● ملک میں امن قائم کر لیا ہے۔ اب چاند پر دہشت گردوں کو پکڑوائیں گے۔
- ❑ الیکشن ۲۰۰۷ء، رولا ڈالا گیا تو ۲۰۰۸ء میں ہوں گے۔ (شجاعت)
- ● اور نتائج ۲۰۰۵ء میں مرتب ہوں گے۔
- ❑ عوام مولویوں کو مسترد کر چکے۔ (قاسم نون)

نکاح، جنازہ پڑھواؤ گے کس سے؟ ''شرم تم کو مگر نہیں آتی''

ادارہ

مصرع اٹھانا، جنازہ اٹھانا، داد دینا

چراغ حسن حسرتؔ اپنے ایک مضمون ''مصرع اٹھانا'' میں لکھتے ہیں: ڈیڑھ دو برس ہوئے کراچی کے ایک مشاعرہ میں ایک بہت بڑے شاعر اپنا کلام سنا رہے تھے۔ اتفاق سے میں بھی اس محفل میں موجود تھا۔ مجھ پر نظر پڑی تو کہنے لگے: ''آپ وہاں کیا کر رہے ہیں میرے پاس آکر بیٹھیے مصرع بھی اٹھایئے داد بھی دیجئے۔'' میں نے عرض کیا: ''اس فقیر حقیر نے عمر بھر یا تو مصرعے اٹھائے ہیں...... یا جنازوں کو کندھا دیا ہے۔ آپ فکر نہ کیجئے۔ میں یہیں بیٹھے بیٹھے مصرع بھی اٹھاؤں گا اور داد بھی دوں گا۔'' اور سچ پوچھیے تو میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔ کیوں کہ نمازِ جنازہ بھی فرض کفایہ ہے اور شاعری کی شریعت میں مصرع اٹھانے کو بھی فرضِ کفایہ سمجھا جاتا ہے۔

حسرت کا اندازِ تحریر شستہ دُرُفتہ ہونے کے علاوہ نہایت شگفتہ ہوتا تھا۔ وہ جب کسی پر چوٹ کرتے تو ان کی طبیعت کھل کر جوہر دکھاتی۔ ایک زمانے میں ہمارے ہاں (Blank verse) بلینک وَرس کا بڑا چرچا تھا۔ لیکن اس مال کی کھپت اس کی پیداوار کی متحمل نہ ہوسکی۔ حسرت نے اس صنفِ ادب کا مذاق اڑاتے اڑاتے کئی طنزیہ نظمیں لکھ ڈالیں۔ ایک نظم دیکھیے

چٹھیں لکھتے تھے جب اخبار میں ہم
تو مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستان پر
سنا ہے کیا کہا انگور نے آلو بخارا سے
''بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا''
یہ بھینسیں، آہ یہ بھینسیں!
ہوا میں تیرتے ہیں قہقہے جن کی جُگالی کے
مرے کمرے کی تنہائی میں اکثر آنکلتی ہیں
لیے شبنم کی چادر اور کفن نرگس کے باوا کا
کہا سوسن نے مجھ سے
کہ میری روح کا نغمہ مرے صندوق میں ہوگا
میں بھول آیا ہوں گچھا چابیوں کا آج دفتر میں
جو امرتسر سے اپنے مجھ کو حصہ آپ دے دیتے
کسی کا کیا بگڑ جاتا مرا لاہور ہو جاتا

(نوادراتِ سخن، طاہر شادانی۔ ص ۶۴، ۶۶)

ادارہ

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

● ہم لہو دے کر ناموسِ رسالت کا دفاع کریں گے (عبداللطیف خالد چیمہ)

اوکاڑہ (۹/جنوری) مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور آج تک مسلسل اس کی شناخت کو ختم کرنے کی سازشیں ہوتی رہیں۔ حالانکہ ہماری اصل شناخت مذہب ہی ہے۔ نئے پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کے اندراج تک ہماری تحریک جاری رہے گی۔ وہ جامعہ محی الاسلام اوکاڑہ کے مہتمم اور جمعیت علماء اسلام کے امیر قاری غلام محمود انور کے دفتر میں اخبار نویسوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہی صورت حال جاری رہی تو کل ہمارے حکمران کہیں گے کہ امریکہ کو ہمارا ایمان اور اسلام بھی پسند نہیں۔ لہٰذا اس کو بھی چھپایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ چودھری شجاعت حسین اور اعجاز الحق نے پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کے حوالے سے جو کچھ کہا ہے' وہ پوری قوم کی ترجمانی ہے۔ ہم ان کے جذبات کی قدر کرتے ہیں لیکن سوال بھی کرتے ہیں کہ سرکاری پارٹی اور حکومتی فیصلوں کا آپس میں کتنا تعلق ہے؟ انہوں نے کہا کہ قانون توہین رسالت (ﷺ) اور حدود آرڈیننس کو غیر موثر کر کے ملک میں انارکی پیدا کی جارہی ہے تاکہ مسلمان قانون کو ہاتھ میں لیں اور ماحول خراب ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایسے قوانین کے حوالے سے پروسیجر تبدیل کرنے سے بھی لوگوں میں مایوسی، اشتعال اور ردّعمل پیدا ہوگا۔ جس سے خرابی ہی جنم لے گی اور اس ساری صورتحال کی ذمہ داری حکمرانوں پر ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی طرح اب بھی پوری قوم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے فتنہ ارتداد سے امت کو بچانے کے لیے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہے اور اگر وقت آیا تو ہم لہو دے کر ناموسِ رسالت (ﷺ) کا دفاع کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی سازشوں اور ملک دشمن پالیسیوں کو سمجھ کر اپنی نئی صف بندی کا وقت آ گیا ہے۔ قبل ازیں انہوں نے مولانا غلام محمود انور کے والد گرامی حاجی نذیر احمد (امیر تبلیغی جماعت اوکاڑہ) کے انتقال پر اظہارِ تعزیت کیا اور ان کی دینی خدمات کو سراہا۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنما شیخ نسیم الصباح، شیخ مظہر سعید، خالد محمود، مولانا عبدالرزاق (مبلغ ختم نبوت)، حافظ محمود الحسن اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

● حکمران' سابق حکمرانوں کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھیں (عبداللطیف خالد چیمہ)

اوکاڑہ (۲۷/فروری ۲۰۰۵ء) جامعہ عثمانیہ اوکاڑہ میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں حافظ محمد

ادریس، مولانا اللہ وسایا، سید ضیاء الدین بخاری، مولانا سید امیر حسین گیلانی، مولانا عبدالحئی عابد، اور سید احمد شاہ ہاشمی نے خطاب کیا۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ۱۹۷۴ء میں شامل کیا گیا تھا لیکن حکومت کی قادیانی نواز پالیسی کے باعث یہ خانہ حذف کر دیا گیا ہے۔ تاریخ میں قادیانیت نوازی کی اس سے بدترین مثال نہیں مل سکتی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا حالیہ اقدام صرف قادیانیوں کو تحفظ فراہم کرنا اور سعودی عرب میں ان کے داخلے کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق اس سال نئے پاسپورٹ پر سینکڑوں قادیانی حج پر گئے، جبکہ غیر مسلم ہونے کی وجہ سے حرمین شریفین میں ان کا داخلہ حرام ہے۔ حکومت کی اس قادیانیت نواز پالیسی سے ملک میں انتشار کی صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران سابق حکمرانوں سے سبق سیکھیں اور شعائر اسلام کی تضحیک واستہزاء سے باز رہیں۔ حکومت جس طرح پاکستان کا اسلامی تشخص ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے وہ ایک بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔

دیگر مقررین نے کہا موجودہ تحریک' ۱۹۷۴ء جیسی عظیم تحریک کی طرح اپنے مقاصد میں کامیاب وکامران ہوگی حکومت ہوش کے ناخن لے اور پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ فوراً بحال کرے۔

● فسطائی ہتھکنڈے تحریک ختم نبوت کا راستہ نہیں روک سکتے اوکاڑہ میں تحریک کے رہنماؤں پر قائم مقدمہ واپس لیا جائے

ملتان (۳؍ مارچ) کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور ڈپٹی مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے اوکاڑہ میں منعقدہ کل جماعتی ختم نبوت کانفرنس کے مقررین پر ۱۶' ایم پی او کے تحت درج کئے جانے والے مقدمے کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ فسطائی ہتھکنڈے، مقدمات ،جیل کی کال کوٹھڑی اور ریاستی تشدد تحریک ختم نبوت کا راستہ نہیں روک سکتے۔ علاوہ ازیں جمعیت علماء اسلام کے قاری غلام محمود انور، مجلس احرار اسلام کے شیخ نسیم الصباح اور مظہر سعید، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد، بخاری مسجد اوکاڑہ کے خطیب مولانا کفایت اللہ، جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ناظم قاری سعید ابن شہید، مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، قاری عبدالجبار اور محمد اسلم بھٹی سمیت ضلع اوکاڑہ اور ضلع ساہیوال کے ایک سو سے زائد علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں نے بھی ختم نبوت کانفرنس اوکاڑہ کے مقررین اور تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کے خلاف مقدمہ درج کرنے کو حکومتی بوکھلاہٹ اور شکست قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت بھی مارچ کے مہینے میں ہی شروع ہوئی تھی اور ۵، ۶ مارچ کو لاہور سمیت مختلف شہروں میں دس ہزار فرزندانِ اسلام نے سینہ تان کر اور اپنا خون دے کر ناموس رسالت (ﷺ) کا تحفظ کیا تھا۔ انہی شہداء ختم نبوت کے مقدس خون کے صدقے یہ تحریک کامیاب ہوئی اور ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ آج اسی تاریخی فیصلے کو ختم کرنے اور کنجر کلچر کو فروغ دینے کی سازش عروج پر ہے لیکن مجاہدین ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی طرح

خون دے کر اس عقیدے اور قادیانیوں کے بارے میں پارلیمنٹ کے فیصلے کا دفاع کریں گے۔

● اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والا ڈکٹیٹر اپنے انجام کی طرف بڑھ رہا ہے

● پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کا اخراج پارلیمنٹ اور عدالتی فیصلوں کو ختم کرنے کے مترادف ہے

سالانہ ''شہداء ختم نبوت کانفرنس'' سے قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر رہنماؤں کا خطاب

لاہور (۶ رمارچ) تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقدہ ''شہداء ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا اخراج دراصل عدالتوں اور پارلیمنٹ کے قادیانیوں کے بارے میں فیصلوں کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔ ہم شہداء ۱۹۵۳ء کے مشن کو آگے بڑھائیں گے اور امریکی وقادیانی ایجنڈے کی راہ میں ہر ممکن رکاوٹ کھڑی کریں گے۔ مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت اور بزرگ احرار رہنما چودھری ثناء اللہ بھٹہ کی سرپرستی میں منعقد ہونے والی کانفرنس سے اے آر ڈی کے نائب صدر نواب زادہ منصور احمد خان، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جماعت الدعوۃ کے رہنما امیر حمزہ، متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد امجد خان، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، صاحبزادہ امانت رسول اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے صدارتی خطاب میں کہا کہ صدر پرویز کی پالیسیاں اور اقدامات نہ صرف آئین سے انحراف اور اسلام سے صریحاً غداری ہیں بلکہ موجودہ حالات میں اُن سے ملک کی جغرافیائی سرحدوں کو بھی خطرہ ہے۔ عوام کو اسلام سے بغاوت پر اکسایا جا رہا ہے اور سرکاری وسائل سے قادیانیوں اور دین دشمن لابیوں کو پرموٹ کیا جا رہا ہے۔ ایسے میں ۱۹۵۳ء کے شہداء کا مقدس لہو پکار رہا ہے کہ ہم فرعونیت ونمرودیّت کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان نے کہا کہ جنرل پرویز کے اقدامات سے اسلام، جمہوریت اور پاکستان تینوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پاکستان 'امریکہ کی ریاست بنتا نظر آ رہا ہے اور ہمارا اپنا وجود خطرے میں ہے۔ خارجہ پالیسیاں صدر بش کی خواہشات کے مطابق بن رہی ہیں۔ کشمیر جسے شہ رگ کہا جاتا تھا' کا سودا ہو چکا ہے اور شہداء کی قیمتیں بھی وصول ہو چکی ہیں۔ کہوٹہ پلانٹ اب امریکہ کے قبضے میں ہے۔ بلوچستان پر چڑھائی کسی بڑے سانحے کی پیش گوئی ہے۔ امریکہ 'بلوچستان سے ایران کو ٹارگٹ بنانا چاہتا ہے۔ قوم کے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر اور ان کی پوری ٹیم عملاً گرفتار ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر کا اعترافی بیان جی ایچ کیو میں تیار کیا گیا تھا۔ جنرل پرویز کے ناعاقبت اندیش اقدامات کی وجہ سے ملک چاروں طرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنے، داڑھی کا مذاق اڑانے اور لندن جا کر اسلامی سزاؤں کے

بارے میں ہرزہ سرائی کرنے والا ڈکٹیٹر اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز کے متعدد اقدامات نے قادیانیوں کو تقویت دی ہے' جسے ۱۹۵۳ء کے شہداءِ ختم نبوت کے جذبے سے ناکام بنایا جاسکتا ہے۔

● کشمیر کا سودا ہو چکا اور شہداء کی قیمتیں بھی وصول ہو چکی ہیں حکمرانوں اور قادیانیوں کا ''ابّا'' ایک ہی ہے

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ قادیانیوں کو علماء اسلام تو ایک صدی پہلے ہی کافر قرار دے چکے ہیں۔ پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں اور پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو قادیانیوں نے ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور ان فیصلوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔جس کے نتیجے میں پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ شامل کیا گیا۔ یہ فیصلہ صرف قادیانی پس منظر کی وجہ سے ہوا' جب صورت حال یہی ہے تو پھر یہ فیصلہ کیوں ختم کیا گیا۔انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اب بھی قائم ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کے فیصلے کو نہیں مانتے اور تمام مسلمانوں کو کافر اور اپنے آپ کو مسلمان قرار دیتے ہیں جبکہ جنرل پرویز نے عملی طور پر پارلیمنٹ کا فیصلہ واپس لے لیا ہے۔انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز اور وزیر اعظم شوکت عزیز سن لیں کہ یہ اتنی آسانی سے ہضم نہ ہوگا۔انہوں نے کہا کہ اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے اور ۱۹۵۲ء میں جس طرح امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک عظیم کردار ادا کیا تھا' اب اسی کردار کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب امیر حمزہ نے کہا کہ امریکہ کا حشر روس سے بھی برا ہوگا۔قادیانیوں سمیت تمام مسائل کا حل جہاد میں ہے اور ارتداد کی سزا اُس وقت نافذ ہوگی' جب اسلام قوتِ حاکمہ ہوگا۔انہوں نے کہا کہ حکمرانوں اور قادیانیوں کا ''ابا'' ایک ہی ہے ۔پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ قادیانیوں کو دستور کا پابند بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے' جس کا انحراف ہو رہا ہے اور مسائل بڑھ رہے ہیں۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی تک حالیہ تحریک جاری رہے گی اور ۹/مارچ کو اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے سامنے مرزائی حکمران اتحاد کو طشت از بام کریں گے۔مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ قوم میں ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء جیسا جذبۂ ایمانی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ اپنی شناخت اور اقدار کو بچانے کے لیے زندگی کو داؤ پر لگا دیں گے۔

● حکمرانوں نے قادیانیت نوازی کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں: پروفیسر خالد شبیر احمد

● پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ حذف کر کے آئین کو پامال کیا گیا ہے: سید محمد کفیل بخاری

چناب نگر (۱۱/مارچ) مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ اسلام آباد کے عظیم الشان مظاہرے سے حکومت کو سمجھ لینا چاہیے کہ قوم تحریک ختم نبوت کے مطالبات کی منظوری تک تحریک جاری رکھے گی۔ مسجد احرار کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ قانون توہین رسالت میں ترمیم اور پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا خاتمہ پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے عقائد اور ایمان میں مداخلت ہے حکومت مداخلت سے باز آئے اور تحریکِ ختم نبوت کے مطالبات

فوری طور پر تسلیم کرے۔

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ ملک پر قادیانی نواز ٹولہ کی حکمرانی ہے۔ حکمران امریکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے ان کے پالتو قادیانیوں کو ناجائز تحفظات اور مراعات دے رہے ہیں۔ وہ مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام مسجد احرار میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کر کے آئین کو غیر مؤثر اور پامال کیا گیا ہے۔ حکمرانوں نے قادیانیت نوازی کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ سید کفیل بخاری نے کہا کہ ملک کے تین سابقہ وزراء اعظم، وزیر مذہبی امور، وزیر اطلاعات، حکمران جماعت مسلم لیگ اور کئی ضلع اسمبلیاں پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کی تائید اور مطالبہ کر چکے ہیں۔ ملک کی تمام سیاسی و دینی جماعتیں بھی مطالبہ کر رہی ہیں نیز عیسائی اقلیت نے بھی مذہب کے خانہ کی بحالی کا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن ایک فردِ واحد جنرل پرویز راستے کی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے کروڑوں عوام حکمرانوں کے قادیانی نواز فیصلوں کو مسترد کرتے ہیں۔

● قادیانی ملک کو ایک بڑے انتشار کی جانب دھکیل رہے ہیں: سید محمد معاویہ بخاری

ملتان (۱۱؍مارچ) ابن ابوذر نبیرۂ امیر شریعت حافظ سید محمد معاویہ بخاری نے مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانانِ پاکستان اپنے عقیدہ و نظریہ اور تحفظ ختم نبوت کے لیے یک جان ہیں اور وہ حکومت کی قادیانیت نوازی کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ تحریک صرف اسلام آباد کے عظیم الشان مظاہرے پر ہی ختم نہیں ہوگی بلکہ مطالبات کی منظوری تک احتجاج اور ہر سطح پر جدوجہد جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عالمی استعمار کا ایجنٹ وہ قادیانی گروہ ہے جس نے اس وقت مقتدر طبقے کو بری طرح سے گھیر رکھا ہے۔ حکومت کی قادیانیت نوازی دراصل عالمی استعمار کو خوش کرنا اور پاکستان کے غیور مسلم عوام پر قادیانیوں کو مسلط کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کے لیے بنائی گئی کمیٹی کسی نتیجے پر صرف اس لیے نہیں پہنچ رہی کہ قادیانی لابی بیرونی آقاؤں کے ذریعے حکمرانوں پر دباؤ ڈلوائے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلے کا حل نہ ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ قادیانی مذہبی خانہ کی بحالی کسی صورت نہیں چاہتے اور اپنے رسوخ کو پوری طرح استعمال کرتے ہوئے ملک کو ایک بڑے انتشار کی جانب دھکیل رہے ہیں۔

● حکمران، امریکی آقاؤں کے حکم پر بدترین قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں

● پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے میں حکومت بدنیت ہے (قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں ''ختم نبوت کانفرنس'' سے خطاب

رحیم یارخان (۱۱؍مارچ) مجلس احراراسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کے مسئلے پر حکومت بدنیت ہے۔ حکمران اپنے امریکی آقاؤں کے حکم پر قادیانیت نوازی کا بدترین مظاہرہ کررہے ہیں۔ وہ جامعہ قادریہ رحیم یارخان میں ’’ختم نبوت کانفرنس‘‘ کے موقع پر اجتماعِ جمعہ سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قوم، حکمرانوں اور قادیانیوں کے گٹھ جوڑ کو مسترد کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران جو چاہیں کرلیں مگر یاد رکھیں کہ وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ہمارے مطالبات ہمارے دین اور امتِ مسلمہ کی ترجمانی پر مشتمل ہیں۔ ہم کامیابی کی منزل پر پہنچنے تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت کرنے والے اور نافرمانی کو فروغ دینے والے مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں۔ حکومتِ الٰہیہ کے قیام اور تحفظ ختم نبوت کے لیے مجلس احراراسلام کی جدوجہد جاری رہے گی۔

اجتماع سے جامعہ قادریہ رحیم یارخان کے مدیر مفتی قاضی شفیق الرحمٰن سراجی نقشبندی نے بھی خطاب کیا۔ مجلس احراراسلام کے رہنما حافظ محمد اشرف، مولانا فقیر اللہ رحمانی، صوفی محمد اسحٰق اور مولوی محمد بلال بھی قائدِ احرار کے ہمراہ کانفرنس میں موجود تھے۔

- **مجلس احراراسلام، آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس کے شانہ بشانہ تحریک جاری رکھے گی**
- **پاسپورٹ مذہب کے خانہ کا اخراج حکومت قادیانی اتحاد کا نتیجۂ بد ہے**

’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ بدلی شریف (ضلع رحیم یارخان) میں احرار رہنماؤں کا خطاب

رحیم یارخان (۱۳؍مارچ) مجلس احراراسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ ہم دینی تہذیب اور دینی اقدار کے سوا کسی کافرانہ تہذیب وثقافت کو قبول نہیں کریں گے۔ وہ مجلس احراراسلام کے زیراہتمام بدلی شریف (ضلع رحیم یارخان) میں ’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کا اخراج حکومت اور قادیانی اتحاد کا نتیجۂ بد ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احراراسلام، آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس کے شانہ بشانہ تحریک ختم نبوت جاری رکھے گی اور ختم نبوت کی حفاظت کے لیے سردھڑ کی بازی لگادیں گے۔ قادیانیوں اور ان کی سرپرستی کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ حکمران، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ میں شریک ہوکر عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ ’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ سے مجلس احراراسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری، مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ اور مجلس احراراسلام ضلع رحیم یارخان کے رہنما مولانا کریم اللہ نے بھی خطاب کیا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ حکمران، شعائر اسلامی کا مذاق اور تمسخر اڑا کر غیر ملکی ایجنڈے کی تکمیل کررہے ہیں۔ محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کی کردارکشی اور توہین کی جارہی ہے۔ حکمران اپنے جرائم اور اس گھناؤنے کھیل کے اصل کرداروں کو چھپانے کے لیے قومی ہیروز کو قومی مجرم کے طور پر پیش کررہے ہیں۔

مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ مرزا قادیانی دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا اور شیطان کا سچا پیرو کار تھا۔قادیانیوں کی حمایت کرنے والے حزب الشیطان ہیں۔انہوں نے کہا کہ تحریکِ تحفظ ختم نبوت اللہ کے فضل سے کامیاب ہوگی۔اور تمام قادیانی شیطانی اور طاغوتی قوتوں کو عبرتناک شکست ہوگی۔مولانا کریم اللہ نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے کارکن تحریک تحفظ ختم نبوت میں اپنی تمام صلاحیتیں صرف کردیں گے۔تحفظ ختم نبوت' احرار کا مشن اور شہ رگ ہے۔اس کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

کانفرنس میں مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنما حافظ محمد اشرف،مولانا فقیر اللہ رحمانی،عبدالرحیم نیاز،صوفی محمد اسحاق، پیر سید محمد ابراہیم شاہ، حافظ محمد اسماعیل قمر،مولانا محمد بلال،مولوی محمد یعقوب چوہان بھی موجود تھے۔حافظ محمد اکرم احرار نے حمد اور نعت سنا کر سامعین کے جذبات کو گرمایا۔

● قادیانی' اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں (قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

کوٹ ادو (۱۷/مارچ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے ''ختم نبوت کانفرنس'' کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی' پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔اس وقت مختلف حکومتی مناصب پر قادیانی براجمان ہیں اور ایوانِ اقتدار دین وملک کے خلاف سازشوں کا مرکز بن چکا ہے۔نبی اکرم ﷺ کے غدار، اسلام اور وطن کے وفادار نہیں ہوسکتے۔قائدِ احرار نے مطالبہ کیا کہ حکومت پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرے اور قادیانیت نوازی سے توبہ کرے۔

● جنرل پرویز' پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو ختم کرنے کے درپے ہیں: امیرِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری

● پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی اور اسلامی قوانین کے تحفظ تک جدوجہد جاری رہے گی

کلاچی (۱۸/مارچ) جنرل پرویز ملک کو سیکولرازم کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔وہ پاکستان کی نظریاتی وفکری سرحدوں کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔امریکہ دنیا بھر میں صرف مسلمانوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنا رہا ہے۔مسلم ممالک کے بزدل حکمران امریکی مظالم کی حمایت کررہے ہیں۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے یہاں منعقدہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' میں قبل از جمعہ ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے جبکہ اسلام سے واقفیت کے دعویدار حکمرانوں کی بیویاں بے پردہ ہیں۔مغرب زدہ حکمران فحاشی اور ناچ گانے کے مراکز کا فخریہ افتتاح کررہے ہیں۔ثقافت کے نام پر قوم کی بچیوں کو موسیقی اور ناچ گانے کی تعلیم وتربیت دی جارہی ہے۔فحاشی وعریانی کا فروغ اور مادر پدر آزاد معاشرہ کی تشکیل ہمیں منظور نہیں۔انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی، قانونِ توہین رسالت اور قانونِ امتناعِ قادیانیت کے تحفظ، مخلوط نظامِ تعلیم کے خاتمے اور فحاشی کے ثقافتی مراکز کی بندش تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔انہوں نے کہا کہ اسلام، قوم اور وطن کے غداروں کو اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کرنا ہوگی۔ورنہ خدا کی بے آواز لاٹھی موجودہ سیکولر اور قادیانیت نواز حکمرانوں کا بستر گول

کردے گی۔انہوں نے کہا کہ حالیہ تحریکِ ختمِ نبوت ان شاء اللہ کامیاب ہوگی۔قادیانیوں اوران کے سرپرست موجودہ حکمرانوں کوذلت آمیزشکست ہوگی۔انہوں نے کہا کہ مجلس احراراسلام تحفظ ختم نبوت کے مشن کی داعی جماعت ہے۔احرار ہرمحاذپرقادیانیوں کامقابلہ ومحاسبہ کریں گے۔

قائدِ احرار نے ڈیرہ اسماعیل خان اورکلاچی کے احرارکارکنوں سے ملاقاتیں کیں۔انہیں رکنیت سازی مہم تیز کرنے اورعوام کومجلس احراراسلام میں شمولیت کی دعوت دی۔مجلس احراراسلام ڈیرہ اسماعیل خان کےصدرغلام حسین احرارؔ بھی اس موقع پرموجودتھے۔

☆......☆......☆

بہل(۲۰رمارچ)امیرمجلس احراراسلام پاکستان سید عطاء المہیمن بخاری نے ’’تحفظ ختم نبوت کانفرنس‘‘ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت قادیانیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنی ہوئی ہے۔پرویزمشرف ذاتی طورپرقادیانیوں سے ہمدردی کرکے انہیں اقتدارپرمسلط کررہے ہیں۔انہوں نے خبردارکیا کہ حکومت حد سے تجاوزکرکے قادیانیوں کونوازنا بند کرے۔اگریہی رویہ جاری رہاتو نتائج انتہائی مہلک اورخطرناک ہوں گے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ پاسپورٹ میں مذہب کاخانہ بحال کیاجائے اورقادیانیوں نے متعلق تمام قوانین کاتحفظ کیاجائے۔کانفرنس کااہتمام مجلس احراراسلام کے کارکن قاری عبدالرؤف نے کیا۔

● قادیانی نوازحکمران تمام سازشوں میں ناکام ہوں گے:امیراحرارسیدعطاءالمہیمن بخاری

کلورکوٹ(۲۱رمارچ)قائدِ احرارحضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ حکومت مکمل طورپر قادیانیوں کے نرغے میں ہےاورحکمرانوں نے قادیانیت نوازی کے لیے امریکی دباؤ کوقبول کرلیا ہے۔ان خیالات کااظہار انہوں نے مجلس احراراسلام کلورکوٹ کے زیراہتمام مدرسہ نورہدایت میں منعقدہ دوسری سالانہ ’’ختم نبوت کانفرنس‘‘ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔کانفرنس کی صدارت جناب محمدشاہ عالم نے کی۔حضرت سیدعطاءالمہیمن بخاری نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کےخانہ کی بحالی کےسلسلے میں حکمران بدنیت ہیں۔وزراءدوغلے بیانات دےکرتحریک کوکمزوراورعوام میں مایوسی پھیلاناچاہتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ مجلس احراراسلام تمام دینی جماعتوں کےساتھ مل کرتحریک ختم نبوت کوکامیاب کرے گی۔ ان شاءاللہ قادیانی نوازحکمران اپنی تمام دین دشمن سازشوں میں ناکام ہوں گے۔

کانفرنس سے مسجد احرارچناب نگر کےخطیب مولانا محمدمغیرہ ،مولانا عطاء الرحمٰن اور دیگرمقررین نے خطاب کیا۔حافظ محمدسالم ،دامن انصاری اوردیگرتمام احرارکارکنوں نے عہد کیا کہ تحریک ختم نبوت کےمطالبات کی منظوری تک ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

مولانا عبدالرحمٰن باوا
ڈائریکٹر ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

لندن میں قادیانی رہنما عطاء المجیب کی ذلت

لندن (۸/مارچ) قادیانی جماعت برطانیہ نے مشرقی لندن کے علاقہ نیوہم میں اپنی پہلی کارنر میٹنگ کا اہتمام کیا۔ جس میں عام مسلمانوں کو دعوت دی گئی تھی کہ قادیانی عقائد بارے میں سوالات کریں۔ اس کارنر میٹنگ کی اطلاع ختم نبوت اکیڈمی لندن کے دفتر پہنچی تو اکیڈمی کے نوجوان کارکن مولانا سہیل کی قیادت میں میٹنگ میں پہنچے۔ قادیانی جماعت کی جانب سے ان کے سرکردہ لیڈر عطاء المجیب، مرزا فضل الرحمٰن، داؤد قریشی، نوید الحق اور پیر بشارت احمد شامل تھے اور انہوں نے لوگوں کو دعوت دی کہ سوالات کریں۔ عطاء المجیب سوالات کے جوابات دینے پر مامور تھے۔ انہیں اس وقت شدید دقت اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب اکیڈمی کے نوجوان کارکنوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کے حوالہ سے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ ان سوالات کے جواب میں عطاء المجیب صرف بغلیں جھانکتا رہ گیا۔ عطاء المجیب راشد جن کے والد ابوالعطا جالندھری قادیانی جماعت کا مشہور مناظر تھا۔ اس نے ختم نبوت اکیڈمی کے کارکن کے بھرپور سوالات کے جواب میں صرف یہ کہہ سکا کہ ایسے سوالات کے جوابات اس طرح کی میٹنگز میں نہیں دیئے جاتے۔ ایک کارکن نے سوال کیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ جس کے جواب میں عطاء المجیب صرف یہ کہہ سکا کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ دوبارہ ان سے پوچھا گیا کہ مرزا قادیانی نے تو اپنی کتب میں اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہے تو پھر آپ کس حیثیت سے انہیں مسلمان سمجھتے ہیں؟ اس صورت میں یا مرزا جھوٹا ہے یا آپ۔ عطاء المجیب کو اس وقت بھی انتہائی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا جب اس نے قادیانی جماعت کے کامیاب ہونے کی دلیل دیتے ہوئے یہ کہا کہ جماعت کے قیام کے وقت محض ۴۰ افراد شامل تھے اور ہر سال دگنے ہوتے چلے گئے۔ اس حساب سے اب ہم ۲۰ کروڑ ہو چکے ہیں۔ عطاء المجیب نے چیلنج کیا کہ کوئی بھی ماہر حساب چاہے تو چیک کرلے۔ ختم نبوت اکیڈمی کے کارکن نے چند منٹوں میں حساب لگا کر عطاء المجیب کو انتہائی شرمندہ اور جھوٹا ثابت کیا کیونکہ مرزا کے بیان کردہ اصول کے مطابق جماعت کو یہ ہدف محض ۲۰ سے ۲۵ سال میں پورا کرنا تھا جبکہ اب تک ۱۲۰ سال گزر چکے ہیں۔ ایک اور کارکن نے یہ سوال کیا کہ براہ مہربانی مرزا قادیانی کی تصویر کھلے عام دکھائی جائے جس پر عطاء المجیب شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ ایسے موقع پر اس طرح کا مطالبہ کرنا ناشائستہ حرکت ہے۔ عطاء المجیب کو معلوم تھا کہ مرزا قادیانی کی کانی تصویر برسرعام نہیں دکھائی جاسکتی۔ بعد میں بعض کارکنوں نے مرزا فضل الرحمٰن اور داؤد قریشی کو مناظرہ کا چیلنج دیا جسے عطاء المجیب کے ساتھیوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ آخر میں کارکنوں نے قادیانیوں کو ختم نبوت اکیڈمی لندن کے دفتر میں آنے کی دعوت دی تاکہ انہیں مرزا قادیانی کے کذب سے آگاہ کرسکیں۔

۹؍مارچ ۲۰۰۵ء کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والی ’’آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس‘‘

اور عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ کے موقع پر جاری ہونے والا

مشترکہ اعلامیہ

آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد، متحدہ مجلس عمل اور آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شریک جماعتوں کا یہ مشترکہ اجتماع حکومت کی کھلی قادیانیت نوازی پر انتہائی رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس امر کا واضح اور دوٹوک الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ:

۱۔ تحفظ ناموسِ رسالت ایکٹ میں ترمیم اور پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کو ختم کر کے حکومت نے قادیانیت نوازی کی بدترین مثال قائم کی ہے۔ حکومت کے یہ اقدامات اور ان پر مسلمانوں کے مسلسل احتجاج کے باوجود حکومت کی مجرمانہ خاموشی ملک کے اقتدار پر قادیانیوں کے قبضہ کی غماض ہے۔

۲۔ حکومت کے موجودہ اقدامات نے قادیانیوں سے متعلق ماضی میں ہونے والے آئینی اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کو عملی طور پر غیر مؤثر بنادیا ہے۔

۳۔ برصغیر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے امت مسلمہ کی ایک صدی پر محیط پُرامن آئینی جدوجہد کے ثمرات کو مٹا کر حکومت عملاً قادیانیوں کو اسلامیان وطن کے سروں پر مسلط کرنا چاہتی ہے۔

۴۔ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کے مطالبہ کی تائید نہ صرف حکمران جماعت کے صدر، وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ، وفاقی وزیر مذہبی امور، وفاقی وزیر اطلاعات نے کی بلکہ سرحد اسمبلی، ملک کی متعدد ڈسٹرکٹ اسمبلیوں اور بار ایسوسی ایشنوں نے قرار دادیں منظور کیں۔ اس کے علاوہ تین سابق وزرائے اعظم نے بھی مطالبہ کیا۔ ملک بھر کی دینی جماعتوں، تمام مکاتب فکر کے علماء مشائخ نے متفقہ طور پر آواز بلند کی۔ کراچی سے خیبر تک کوچہ و بازار میں مذہب کے خانہ کی بحالی کا مطالبہ کیا گیا۔ ان سب مطالبوں کے باوجود حکومت کی اس حساس مسئلہ پر مجرمانہ خاموشی پر آج کا یہ اجتماع متفقہ طور پر اس مسئلہ میں واحد رکاوٹ جنرل پرویز مشرف کو قرار دیتا ہے۔

۵۔ جنرل پرویز مشرف کا کوٹ باری اوکاڑہ اور واشنگٹن میں قادیانیوں کے گھروں میں دعوتیں کھانا اور ان سے انتہائی قریبی تعلقات اس بات کا کھلا اظہار ہے کہ وہ اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر قادیانی لابی کے ہاتھوں رحمتِ عالم ﷺ کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کی مقدس جدوجہد اور عظیم قربانیوں کو پائمال کرنا چاہتے ہیں۔

۶۔ تیس سال سے پاسپورٹ میں موجود مذہب کے خانہ کو ختم کرنا قادیانیوں کے ناپاک قدموں سے حرمین

شریفین کی حرمت پامال کرنے کے مترادف ہے۔

۷۔ آج کا یہ عظیم اجتماع برملا اس کا اظہار کرتا ہے کہ ہماری پُرامن جدوجُہد پر حکومت کی نا صرف مجرمانہ خاموشی بلکہ نادرا اور وزارت داخلہ کو قادیانیوں کے ہاتھوں یرغمال بنا دیا گیا ہے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ ملک بھر میں تمام دینی جماعتوں، تمام مکاتب فکر کے علماء مشائخ کے سامنے یہ صورت حال رکھ کر اپنی پُرامن و آئینی جدوجُہد کو تیز تر کیا جائے۔ تمام دینی جماعتیں اور تمام مکاتبِ فکر مل کر کوچہ و بازار میں قادیانیوں اور ان کے ہم نوا حکمرانوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے میدان عمل میں آجائیں۔

۸۔ تحصیل سطح پر پورے ملک میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے گا تا کہ تحاریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی طرح عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے پوری امت مسلمہ کو متفقہ پلیٹ فارم مہیا کریں۔

۹۔ آج ہم اپنی جدوجُہد کا اعلان کرتے ہیں اور ناموس رسالت ﷺ کے پروانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حکومتی عہدوں پر فائز قادیانی افسروں کی سو فیصد حتمی فہرست تیار کریں تا کہ قوم کو بتایا جا سکے کہ ایک اقلیتی گروہ کو اکثریت کے حقوق پامال کرنے کا حق دیا جا رہا ہے۔

۱۰۔ ہم اللہ رب العزت کی رحمت، آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت، شہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کو گواہ بنا کر آج عہد کرتے ہیں کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی اور قادیانیوں کی سازشوں کے انسداد تک ہماری جدوجُہد جاری رہے گی۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

مرکزِ احرار
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

28/اپریل 2005ء
بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

فون: 061-4511961

الداعی
سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

❑ کتاب: قرآنی معجزات اور جدید سائنس   مصنف: راجہ عبداللہ نیاز

ضخامت: ۲۷۴ صفحات   قیمت: ۲۵۰ روپے   ملنے کا پتا: دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

جعفر بلوچ جنوبی پنجاب کے وہ نام ور فرزند ہیں، جنہوں نے بحیثیت محقق اس خطے کی کئی علمی و ادبی شخصیات اور ان کے کام سے اہل ادب کو روشناس کرایا ہے۔ اسد ملتانی اور عبداللہ نیاز پر سب سے پہلے تحقیقی کام کی سعادت جعفر بلوچ ہی کو حاصل ہے جس سے بعد کے محققین نے بھی استفادہ کیا۔ اگر چہ وہ اسد ملتانی اور راجہ عبداللہ نیاز کی نگارشات پر مبنی ''مطلعین'' کے نام سے ایک کتاب پہلے ہی شائع کر چکے ہیں۔ ''ارمغانِ نیاز'' کے نام سے راجہ عبداللہ نیاز کے فکر و فن پر بھی ۱۹۸۸ء میں ایک کتاب مرتب کر چکے ہیں۔ تاہم اس دفعہ انہوں نے یہ تحقیقی کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ راجہ عبداللہ نیاز کی نایاب کتاب ''قرآنی معجزات اور جدید سائنس'' کو خوبصورت کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔

راجہ عبداللہ نیاز اس خطے کی وہ علمی شخصیت ہیں، جن کی علامہ اقبال سے کئی ملاقاتیں ہیں اور ان کی بے شمار ادبی اور علمی نگارشات بکھری ہوئی ہیں۔ عموماً اس علاقے کے جاگیرداروں اور سیاسی وڈیروں کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاتا ہے کہ شاید یہاں کے لوگ انگریز حکمرانوں کو برا نہیں سمجھتے ہوں گے۔ مگر شاعروں اور ادیبوں کی نگارشات سے اُن کی سامراج دشمنی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مثلاً راجہ عبداللہ نیاز کا یہ قطعہ ملاحظہ کیجئے:

آپ اگر چاہتے ہیں خان بہادر بننا   بوٹ ہر انگریز کے چوما کیجیے
کوئی روئے کوئی چلائے مگر آپ کو کیا   گیت گا گا کے گورنمنٹ کے جھوما کیجیے

اس دور میں عموماً لوگ سائنس اور عقل پسندی کی آڑ میں ملحدانہ اور لادینی خیالات کو فروغ دے رہے ہیں۔ وہ کائنات میں ہونے والے واقعات کو سائنس کے اسباب و علل کی بنیاد پر دیکھتے ہیں۔ جبکہ راجہ عبداللہ نیاز نے اپنے مختلف مضامین میں ثابت کیا ہے کہ اس میں سائنس سے زیادہ مشیت الٰہی کو دخل ہے۔ اس سلسلے میں جناب احمد جاوید کی رائے بڑی وقیع ہے:

> ''راجہ صاحب نے یہ معجزات، کرامات اور دیگر خوارق کی تسلیم شدہ مثالوں سے یہ ثابت کرنے کی سعی محمود کی ہے کہ کائنات سائنس کے تصورِ اسباب و علل کی بنیاد پر نہیں بلکہ مشیتِ الٰہیہ پر چل رہی ہے اور مشیت

پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔‘‘

’’قرآنی معجزات اور جدید سائنس‘‘ میں فلسفیانہ اور نہایت وقیع مضامین پیش کئے گئے ہیں۔اس خوبصورت مجلد کتاب کی قیمت ۲۵۰ روپے اہل ذوق کے لیے کچھ بھی نہیں۔(تبصرہ: پروفیسر محمود الحسن)

❑ کتاب: مقام عورت قرآن وحدیث میں اور فتنۂ حقوق وآزادیٔ نسواں

مصنف: عبدالرشید ارشد ضخامت: ۸۰ صفحات قیمت: ۵۰ روپے

ناشر: شعبۂ تحقیق وتالیف، النور ٹرسٹ رجسٹرڈ۔ جوہر آباد

مغرب کے لوگ اپنی مخلوط سوسائٹی سے مایوس ہو رہے ہیں۔جس میں بڑھتے ہوئے جرائم، خاندانی نظام کی تباہی، منشیات اور شراب نوشی عام ہے۔جب کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ دائرہ کار تجویز کرتا ہے۔جو دونوں کے فطری تقاضوں اور ضرورتوں کے عین مطابق ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ مغرب جس عذاب سے تنگ آکر اس سے جان چھڑانے کی کوشش میں مصروف ہے‘ مغرب زدہ پاکستانی خواتین اس عذاب کو گلے لگا کر بہت خوش ہو رہی ہیں۔جناب عبدالرشید ارشد نے اس کتاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلمان معاشرے میں عورت کا صحیح مقام واضح کیا ہے۔بے پردگی و بے حیائی اور ثقافتی یلغار کے دور میں ایسی کتاب کی اشاعت یقیناً ایک جہاد ہے۔

❑ کتاب: خطباتِ جمعیت مرتب: مولانا مومن خان عثمانی

ضخامت: ۴۴۸ صفحات قیمت: ۱۷۰ روپے ناشر: دارالکتاب‘ کتاب مارکیٹ۔غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی ترویج واشاعت کے حوالے سے علمائے دیوبند کا کردار بہت اہم رہا ہے۔ہزاروں علماء نے پھانسی کے پھندوں کو چوم کر اعلائے حق کا فریضہ انجام دیا۔پاکستان میں اسی تسلسل کی ایک کڑی جمعیت علماء اسلام ہے۔جس کے اکابر میں مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا مفتی محمود، مولانا عبداللہ درخواستی جیسے بے باک علمائے حق شامل ہیں۔کتاب زیرِنظر ایسے ہی جید علماء کے ۲۳ خطبات پر مشتمل ہے۔علمی، تاریخی اور سیاسی معلومات کا بہترین ذخیرہ ہیں۔کتاب خوبصورت رنگین ٹائٹل کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

❑ کتاب: زندگی مصنف: مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ

ضخامت: ۲۱۶ صفحات قیمت: ۶۰ روپے ناشر: ’’المیزان‘‘ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

یہ کتاب گورکھ پور جیل میں تصنیف کی گئی۔وہاں مفکرِ احرار چودھری افضل حق کی قید کی تنہائیوں کا واحد مشغلہ یہی تصنیف تھی۔آئینِ شریعت لے کر آنے والے نے عمل اور پاداشِ عمل کی حقیقت کو جن طریقوں سے انسان کو ذہن نشین

کرایا۔ یہ کتاب اس کی بازگشت ہے۔ہمسایوں کے حقوق کی نگہداشت کرنے اور خدمت خلق کے جذبے کو بروئے کار لانے کی ایک کوشش اور ایک کاوش ہے۔زندگی کے گونا گوں تجربوں کی بناپر آنے والی نسلوں کے لیے چودھری صاحب جو کچھ کہنا چاہتے تھے۔انہوں نے ''زندگی'' میں کہہ دیا ہے۔زندگی کے نئے مسافروں کے لیے یہ کتاب بہترین رہنما ہوسکتی ہے۔عمر رسیدہ احباب کے لیے بھی اس کے بعض ابواب عمر رفتہ کی شیریں یادیا آئندہ کا ہولناک تصور ہوسکتے ہیں۔چودھری صاحب مرحوم کو دنیا سے روٹھے ساٹھ برس سے اوپر ہورہے ہیں مگر ان کی تصنیف ''زندگی'' آج بھی زندہ وجاوید ہے۔ مقدمہ چراغ حسن حسرت کا تحریر کردہ ہے۔''المیزان'' نے یہ کتاب نئی سج دھج کے ساتھ شائع کی ہے۔پرنٹنگ ،کاغذ،ٹائٹل معیاری ہیں اور قیمت بہت زیادہ مناسب۔

❑ کتاب:توبہ کے احکامات مصنف:مولانا فضل الرحمٰن رشیدی

ضخامت:۳۴۸صفحات قیمت:۱۴۰روپے ناشر:دارالکتاب' کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

انسان خطا کا پتلا ہے۔عقل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسان میں حیوانیت بھی رکھ دی ہے۔اس کی آزمائش اور امتحان کے لیے کہ وہ گمراہی سے بچنے کی کتنی کوشش کرتا ہے۔آنحضورﷺ کا ارشاد ہے:

''تم سب خطا کار ہو اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والا ہے۔''

زیر تبصرہ کتاب میں مصنف نے توبہ کے موضوع پر بہت سے مفید مضامین یکجا کردیئے ہیں۔اصلاحِ عمل،اللہ تعالیٰ کی خوشنودی،نبی کریمﷺ کی محبت اور فکرِ آخرت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

❑ کتاب:کاروانِ معیشت مصنف:لیو ہیوبرمین مترجم:نجم الدین شکیب

ضخامت:۴۵۲صفحات قیمت:۲۵۰روپے ناشر:دارالکتاب اردو بازار لاہور

لیو ہیوبرمین کی شہرہ آفاق کتاب ''مینز ورڈلی گڈس'' ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ہندوستان میں اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۶ء اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۸ء میں چھپا۔''کاروان معیشت'' اس دوسرے ایڈیشن کا ترجمہ ہے۔مصنف نے جاگیرداری زمانے سے لے کر ۱۹۳۷ء تک کے معاشی حالات کا تاریخی ارتقاء کی روشنی میں مطالعہ کیا ہے اور جاگیرداری نظام کی ابتدا سے لے کر سرمایہ داری نظام کی ابتدا تک کے معاشی حالات کا جائزہ لیا ہے۔مصنف نے ان تمام معاشی نظریات کے اخلاص کی بھی جانچ کی ہے جو عالم انسانیت کی معاشی فلاح کے لیے وجود میں آتے رہتے ہیں۔اس نے ان کو بھی تاریخی حالات کی کسوٹی پر کسا اور ان کے کھوٹے اور کھرے ہونے کا پتہ لگایا ہے۔ٹائٹل،جلد،کاغذ،چھپائی معیاری ہیں۔

(تبصرہ:ابوالادیب)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا سید فضل الرحمٰن احرار رحمہ اللہ کے فرزند اور سید خالد مسعود گیلانی، سید اسد اللہ طارق کے چھوٹے بھائی سید سہیل گیلانی ۲۱؍ مارچ کو سلانوالی ضلع سرگودھا میں انتقال کر گئے۔
- ہمارے مہربان حافظ عبدالرحمٰن درخواستی کے والد ماجد حافظ حبیب الرحمٰن درخواستی ۲۱؍ مارچ کو بستی درخواست' خان پور ضلع رحیم یار خان میں انتقال کر گئے۔
- جامعہ خیر المدارس ملتان کے درجہ حفظ قرآن کے مدرس اور سید محمد کفیل بخاری کے استاد حضرت حافظ عبدالرحیم صاحب مدظلہ کی ہمشیرہ ۲۷؍ فروری ۲۰۰۵ء کو انتقال فرما گئیں۔
- مدرسہ معمورہ ملتان کے ابتدائی متعلم اور حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد محمد اخلاق صاحب (محلّہ کوٹلہ تولے خان' ملتان) ۲۷؍ فروری کو وفات پا گئے۔
- مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون خالد اسلام صاحب کے جواں سال فرزند محمد فہد ۱۴؍ مارچ کو ایک حادثہ میں انتقال کر گئے۔
- مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون اور ہمارے مہربان جناب محمد فاروق صاحب (محبّ بلڈرز) کے والد ماجد گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔
- ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کے ماموں زاد بھائی سلیم اقبال ۶؍ مارچ ۲۰۰۵ء کو ملتان کے نشتر ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۲۰ سال تھی۔ مرحوم گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت وایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

- حضرت قاری ظہور رحیم عثمانی (لیاقت پور)
- حافظ محمد فاروق بھٹی (سفیر مدرسہ معمورہ' ملتان)
- بنتِ جناب غلام حسین احرار (صدر مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان)

احباب ان کی شفایابی اور بحالی صحت کے لیے خصوصی دعائیں فرمائیں (ادارہ)

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

جامع مسجد چیچہ وطنی 7 اپریل 2005ء جمعرات بعد نمازِ عشاء

زیر صدارت ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

محترم
مولانا زاہد الراشدی
سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

محترم
جنرل (ر) جناب حمید گل صاحب

جناب
جاوید ابراہیم پراچہ
سابق ایم۔این۔اے

مولانا سید
امیر حسین گیلانی
نائب امیر جمعیت علمائے اسلام

زعماء احرار کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام دینی جماعتوں کے رہنما اور دانشور خطاب فرمائیں گے

شعبۂ نشریات

فون: 0445-482253

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

Monthly "Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat" Multan. Regd# M.32

(27)
ستائیسویں
سالانہ دوروزہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

11 12 ربیع الاوّل 1426ھ

جامع مسجد احرار چناب نگر

زیر صدارت

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی

سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

قائدینِ احرار اور دیگر رہنما بارگاہِ رسالت مآب ﷺ
میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کریں گے

11 ربیع الاوّل

پہلی نشست: بعد ظہر تا عصر
دوسری نشست: بعد از عشاء

12 ربیع الاوّل

درسِ قرآن کریم: بعد نمازِ فجر
تقاریر: 11 بجے تا ظہر

حسب سابق بعد از ظہر: سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا

جلوس
دوران جلوس مختلف مقامات پر زعما احرار بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے

شعبۂ نشر و اشاعت
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ چناب نگر: 04524-211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-5865465 چیچہ وطنی: 0445-482253 کراچی: 0300-2862820